آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء
مطابق محرم الحرام سنہ ۱۳۳۲ھ

چندہ سالانہ
عام طلباء سے عہ

فہرست مضامین

خریداران ریویو کی خدمت میں ضروری اطلاع

جن خریداروں کی قیمت دسمبر میں ختم ہوتی ہے۔ مہربانی کرکے ۱۵- جنوری تک ۱۹۱۴ء کی پیشگی قیمت ارسال فرمادیں یا اگر کسی خاص وجہ سے اس تاریخ تک قیمت ادا نہ کرسکیں تو اطلاع دیں کہ کب تک قیمت ادا کریںگے۔ ورنہ جن اصحاب کی طرف سے اس تاریخ تک نہ قیمت وصول ہوئی اور نہ کوئی جواب آیا جنوری کا پرچہ اُن کے نام وی پی ہوگا مہربانی کرکے وصول فرمادیں تا دفتر کو خواہ مخواہ کا نقصان برداشت کرنا نہ پڑے۔

مینجر ریویو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

الفوائد العائدہ فی تفسیر اٰیت المائدہ

اللّٰھم الھمنی علماً افقه به اوامرك و نواهیك وارزقنی فهماً اعلم به كیف اناجیك یاارحم الرّاحمین - اللّٰھم ارزقنی فهم النبیّین وحفظ المرسلین - و الهام الملئكة المقرّبین - برحمتك یاارحم الرّاحمین - اللّٰھم اكرمنی بنور الفهم واخرجنی من ظلمات الوهم وافتح لی ابواب رحمتك وانشر علیّ من خزائن علمك یا ارحم الراحمین[۱] - اٰمین ثم اعوذ بالله من الشیطٰن الرّجیم[۲] **اِذْ قَالَ** الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا

---

[۱] یا اللہ مجھکو وہ علم عنایت فرما جس سے تیری حکموں کو اور تیری ممنوعات کو سمجھوں اور عطا کر مجھکو ایسا فہم جس سے جان لوں میں تجھ سے مناجات کرنیکو اے سب رحم کرنیوالوں سے بڑے رحم کرنیوالے یا اللہ عطا کر تو مجھکو سمجھ نبیوں کی سی اور حفظ رسولوں کا سا اور الہام فرشتوں جیسا بسبب رحمت اپنی کے ارحم الراحمین - یا اللہ میرا اکرام کر ساتھ نور فہم کے نکالدے مجھکو اندھیروں وہم سے اور کھولدے تو میرے واسطے اپنی رحمت کے دروازے اور پھیلادے مجھ پر اپنے علم کے خزانہ میں سے یا ارحم الراحمین - آمین -

[۲] پناہ مانگتا ہوں [illegible]

وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ع (پارہ ۷ ۔ رکوع ۴)[1]

یہ آیۃ کریمہ سورہ مائدہ کے آخر میں ہے۔ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں بہت کثرت کے ساتھ اقوال مختلف لکھے ہیں۔ کسی نے تو حضرت عیسیٰؑ کے ہی وقت میں اس مائدہ مندرجہ آیت کا نزول اپنے زعم میں ثابت کیا ہے۔ اور پھر اس مائدہ کے بارہ میں اسقدر اقوال مختلف لکھے ہیں کہ مصداق ہیں ع شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ہا کے اور بعض مفسرین نے حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں عدم نزول مائدہ کا قسمہائے غلیظ کھا کر انکار محض کیا ہے۔ جیسا کہ امام حسن بصری و مجاہد رضی اللہ عنہما وغیرہ لکھتے ہیں کہ جب لوگوں نے ناشکری پر سخت عذاب آنکی وعید سنی تو پھر درخواست نہ کی۔ اس لیئے مائدہ نہیں نازل ہوا۔ کیونکہ اگر ہوتا تو اس کے نازل ہوینکا دن نصاریٰ میں عید کا دن ہو جاتا حالانکہ نہیں قرآن شریف سے بھی صرف دعا کرنا ثابت ہے انتہیٰ اور تفسیر کشاف میں انکا یہ قول لکھا ہے۔ عَنِ الْحَسَنِ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَتْ وَلَوْ نَزَلَتْ لَكَانَ عِيْدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ[2] غرض بوجوہات اس عدم نزول مائدہ کو ثابت

[1] اور یاد کر جب کہا حواریوں نے کہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تمھارے پروردگار سے ہو سکے گا کہ اُتارے ہم پر خوان بھرا ہوُا آسمان سے۔ کہا ڈرو اللہ سے اگر تم مومن ہو کہا اُنہوں نے ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اُسمیں سے اور چین پاویں ہمارے دل اور ہم جانیں کہ تُو نے ہم کو سچ بتایا اور ہوویں ہم اُسپر گواہ کہا عیسیٰ بن مریم نے اے اللہ پروردگار ہمارے ہمپر اُتار ہم پر ایک خوان بھرا ہوُا آسمان سے کہ وہ دن عید ہے ہمارے پہلوں اور پچھلوں کو اور نشانی ہو تیری طرف سے اور روزی دے ہمکو اور تو ہی سب سے روزی دینے والا ہے۔ کہا اللہ نے میں اُتارنے والا ہوں وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں ناشکری کرے اسکے پیچھے تو میں اُسکو وہ عذاب کرونگا۔ جو نہ کرونگا کسی کو جہان میں سے۔ ۱۲

[2] حسن بصری سے روایت ہے کہا اُنہوں نے قسم ہے اللہ کی وہ مائدہ نہیں نازل ہوُا اگر وہ نازل ہوتا تو وہ دن نزول کا عید ہو جاتا اولین و آخرین کے لئے۔ ۱۲

کیا ہے ان اقوال مختلفہ مفسرین سے آیت کریمہ کی وہ عظمت شان جو کلام الٰہی کے لیئے لازم ہے ضائع ہوئی جاتی ہے۔ ونعوذ باللہ منہ غور فرمایا جاوے۔ کہ اوّل تو اسی آیت کے مضمون ہدایت مشحون کی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورہ مائدہ رکھا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سورۃ کے کُل مضامین میں یہی ایک مضمون ایسا اصل الاصول اور عظیم الشان ہے کہ اُسکی عظمت شان کی وجہ سے اس سورۃ کا نام بھی سورہ مائدہ رکھا گیا ہے۔ ورنہ اس سورۃ میں صدہا احکام اور مضامین بیان فرمائے گئے ہیں۔ اگر یہ مضمون مائدہ کا اصل الاصول اور عظیم الشان نہ ہوتا تو کسی دوسرے مضمون کے ساتھ اس سورۃ کا نام رکھا جاتا پس معلوم ہوا کہ تمام احکام کا لب لباب اور اصل الاصول یہی مضمون مائدہ کا ہے۔ علاوہ یہ کہ قائلین نزول مائدہ کے اقوال نہ کہیں قرآن مجید سے ثابت ہیں نہ احادیث صحیحہ سے اور نہ دلائل عقلیہ سے بلکہ دلائل عقلیہ اُن اقوال کو ردّ کر رہے ہیں۔ کہ ایسا معجزہ یعنی نزول خوان ظاہری من السماء حکمت ایمان بالغیب کے خلاف ہے اور منکرین نزول مائدہ کے اقوال عظمت شان آیت اور اعجاز کلام الٰہی اور الفاظ تاکیدی مندرجہ آیت کو عبث اور لغو قرار دے رہے ہیں۔ مثلاً لفظ اِذْ ہے جو اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ میں ہے اُسکے پہلے لفظ اُذْکُرْ مقدر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم کو حکم ہے کہ اس قصہ کو یاد کرتے رہیں۔ پس جو امر کہ واقع ہی نہ ہوا ہو اور ایک فرضی بات ہو اُسکے یاد رکھنے سے کیا فائدہ اور اگر واقع ہوا تو محض خلاف عقل کے اور نہ قرآن شریف میں اس کی تصریح اور نہ احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ پھر ایسے مضمون خلاف کے یاد رکھنے سے بجز اسکے اور کیا نتیجہ ہے کہ کلام الٰہی جو معجزہ عظیم الشان ہے عبث اور لغو ہوا جاتا ہے ونعوذ باللہ منہ۔

واضح ہو کہ حواریوں نے اس معجزہ کی طلب میں چار امور یعنی اکل اطمینان قلب اور حصول علم صدق نبوت کا اور شاہد ہونا دوسروں کے لیئے بطور نتیجہ بیان کیئے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰؑ نے اُنکے سوال پورا کرنیکے لیئے اس معجزہ کے وقوع کے واسطے بلفظ اللّٰھم اور ربّنا دعا بھی کی جو مقتضی ہے ربوبیت روحانی و جسمانی کو اور تمام اوّلین اور آخرین کے لیئے عید قرار دیا ہے جو لفظ عود سے مشتق ہے اور اُس مائدہ کو

ایک نشان عظیم صداقت کا قرار دیا ہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ کا خیر الرازقین بھی ہونا بیان کیا جو مقتضی ہے نزول مائدہ ظاہری و روحانی کو اور بعد اس دعا کے اللہ تعالیٰ نے بطور قبولیت دعا کے بڑی تاکید کے ساتھ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا بھی فرما دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسے الفاظ تاکیدی کسی امر غیر واقع کے لیئے نہیں آسکتے۔ یا ایسے امر کے لیئے جو خلاف عقل ہو اور نہ قرآن مجید اور احادیث میں اسکا ذکر ہو اور نہ اناجیل میں اسکی تصریح ہو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں کیا مذکور ہوسکتے ہیں۔ کلا و حاشا[1]۔

اور مزید براں یہ ہے کہ اناجیل وغیرہ میں بھی یہ قصہ مندرجہ قرآن مجید اور گفتگو حواریوں اور حضرت عیسیٰؑ کی کہیں مذکور نہیں۔ مفسرین نے اپنے قیاس سے بعض واقعات مندرجہ اناجیل کو اس قصہ پر منطبق کرنا چاہا ہے جس کا پورا انطباق قصہ مندرجہ آیت کریمہ پر نہیں ہوسکتا اندریں صورت بھی یہ قصہ مندرجہ قرآن کریم جو اصل الاصول کل مضامین سورۃ کا ہے اور اعظم المقاصد ہے مثل طوطا کہانی کے ہُوا جاتا ہے۔ تَعَالٰی شَانَ کَلَامِهٖ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا[2]۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیوں کو مصداق اس مائدہ کا قرار دینا جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے گو اُنسے کتنے ہی آدمی سیر ہوگئے ہوں ہرگز درست نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ نزول اس مائدہ کا اوّلین و آخرین کے لیئے قیامت تک کا عید ہونا حضرت عیسیٰؑ کی دعا میں مندرج ہے اور ایسی دعا کی قبولیت بتاکید تمام اِنِّی مُنَزِّلُهَا میں فرمائی گئی ہے کیونکہ ضمیر ھا کی اُسی مائدہ کی طرف رجوع ہوتی ہے جو موصوف ہے بصفات مذکورہ الفاظ دعا اور واقعہ انجیل یوحنا باب ۶ کو جو اس مائدہ کا مصداق گردانا گیا ہے۔ اُس میں مضمون مندرجہ الفاظ دعا حضرت عیسیٰؑ کے مذکور نہیں اور نہ الفاظ قبولیت دعا منجانب اللہ اُس میں مندرج ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور جو مفسرین واسطے تطبیق الفاظ قرآنی کے اپنے من گھڑت قصے لکھتے ہیں۔ وہ اناجیل اربعہ میں سے کسی انجیل میں مذکور نہیں ثانیاً اگر تسلیم کیا جاوے کہ واقعہ مندرجہ یوحنا باب ۶ یا کوئی دیگر قصہ اُس کا مصداق ہو تو پھر نہ کتب عیسائیوں میں روز نزول اس مائدہ کا عید قرار دینا مرقوم ہے اور نہ عیسائیوں متقدمین و متاخرین نے

---

[1] ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ ۱۲ [2] برتر ہے شان کلام اللہ کی ایسے لغو سے نہایت برتر ہونا۔ ۱۲

اس نزول مائدہ کو عید قرار دیا - ثالثاً خود حضرت عیسیٰؑ کے ہی حیات میں بعد نزول اس مائدہ کے وہ کفر و انکار کیا گیا - کہ الاماں الاماں نظر کرو واقعہ صلیب پر جو ایک بڑا کفر ہے وہ ۳۳ء میں واقعہ ہوا ہے اور باب ۶ یوحنا کا واقعہ ۳۲ء میں واقع ہوا ہے باایں ہمہ عذاب موعود موافق وعید مندرجہ قرآن مجید کے اُنپر نازل نہیں ہوا هٰذا خُلْفٌ اور نہ بعد رفع یا توفی حضرت عیسیٰؑ کے آنحضرت صلعم تک کسی عیسائی مورخ نے کہیں لکھا ہے کہ کوئی عذاب موعود مندرجہ آیت مائدہ کا نازل ہوا جو واقعہ مندرجہ باب ۶ یوحنا کے نتیجہ کفر کا مصداق ہو اور نہ کسی اور مؤرخ غیر عیسائی نے لکھا اور جو عذاب نازل ہوئے ہیں اُنکو اس کفر مائدہ پر کسی نے مترتب نہیں کیا ومن ادعیٰ فعلیہ البیان - ہاں ہم جس مائدہ کو مصداق ان آیات کا قرار دینگے وہ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت ہے جس کا بیان ذیل میں انشاء اللہ تعالیٰ کیا جائیگا - تو پھر اُسکے خلاف کسی کا قول یا کسی کی تفسیر مقبول نہیں ہوسکتی عرب کہتا ہے - اذا جاء نهر الله بطل نهر معقل[۱] ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی دعا میں گو لفظ اَنزِل کا ہے جو دفعةً نزول پر دال ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے الفاظ قبولیت میں لفظ منزّل کا ہے جس میں نزول بتکرار کی طرف اشارہ ہے جو عید اولین و آخرین کے لیئے شامل ہے - ثانیاً - لفظ من السّماء کا ہے جس سے مراد مائدہ روحانی و جسمانی دونوں ہیں - کیونکہ نعمتوں جسمانی کا نزول بھی آسمان سے ہے جو اپنے محل پر ہم نے ثابت کر دیا - ثالثاً اُس مائدہ کا اوّلین و آخرین کے لیئے عید ہونا یعنی موجب خوشی و خرّمی کا مومنین کے لیئے ہونا لازم ہے رابعاً نشانات کا واقع ہونا بھی ضروری ہے جسکی طرف وآیة منك ناظر مشعر ہے - خامساً رزق روحانی و جسمانی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونا چاہیئے - جو مقتضی ہے صفت خیر الرازقین کا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کی اُسی دعا کو بتمامہٖ قبول کر کے فرماتا ہے کہ انّی منزّلها جو اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ نزول مائدہ کا اوّلین و آخرین کے واسطے ضرور موجب خوشی و عید کا ہوتا رہے گا - سادساً - علاوہ اس قبولیت دعا کے یہ ہوگا کہ بعد اس نزول مائدہ کے جو کوئی کفر و تکذیب اُسکی کریگا - تو اُسپر ایسے عذابہائے شدید نازل ہونگے جو سابق ازمنہ میں کسی اُمت پر عالمین میں سے واقع

[۱] معقل ایک نام صحابی کا ہے جو بصرہ کے انہار میں سے ایک نہر اُسکی طرف منسوب کی جاتی ہے حاصل مثل کا یہ ہے کہ امر اللہ کے مقابلہ میں کوئی شخص غالب نہیں آ سکتا - ۱۲

نہ ہوئے ہونگے۔ اب ہم اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ شریعتِ اسلام کو مائدہ کے ساتھ بڑی مناسبت اور مشابہت ہے۔ اور خود اس سورۃ کے کل مضامین میں بہت سی مناسبات ایسی مذکور ہیں جو مائدہ جسمانی میں پائی جاتی ہیں اس لیئے ہم بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ مراد اللہ تعالیٰ کی اس مائدہ مندرجہ آیت سے شریعتِ اسلام ہے۔ جسکو اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً اور نجماً نجماً آنحضرت سید المرسلین و خاتم النبیین پر نازل فرمایا پس تنزیل مائدہ جو انی منزلہا میں مندرج ہے۔ ایک پیشین گوئی عظیم الشان ہے جو بذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پوری ہوئی۔ اہل بصیرت پر ظاہر ہوگا کہ شریعتِ اسلام کو مائدہ قرار دینا کچھ مستبعد نہیں ہے خصوصاً جبکہ اُس میں کثرت سے مائدہ کے ساتھ مناسبات موجود ہوں دیکھو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی زمین کو مائدہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ؎

ادیمِ زمین سفرہ عامِ اوست ❊ برین خوانِ یغما چہ دشمن چہ دوست
چناں پہن خوانِ کرم گسترد ❊ کہ سیمرغ درقاف روزی خورد [۱]

بیان چند مناسبات کا مناسبت اوّل اس سورۃ کے اوائل میں سید الطعام کے اقسام بیان فرمائے گئے ہیں۔ جو نہایت درجہ مائدہ سے مناسبت رکھتے ہیں اور یہود نے جو اونٹ وغیرہ کا گوشت حرام کر رکھا تھا۔ اُسکو بہیمۃ الانعام میں داخل فرماکر حلال کردیا۔ مناسبت دوم چونکہ یہ مائدہ جسمانی اور روحانی دونوں قسم کو شامل تھا اس لیئے جو لحوم روح اور جسم دونوں کو مضر تھے خصوصاً روح انسانی کو سخت مضرت پہنچاتے تھے جن کو نصاریٰ نے حلال کر رکھا تھا۔ انکو حرام فرمادیا

---

[۱] اور خود حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ ارشاد فرماتے ہیں ؎

مائدہ چیزیست دیگر خشک نان چیزے دگر ❊ خوردنی ہرگز نباشد نانِ خشک بے ہنر
[۲] دوستاں را مائدہ بدہند از مہر و کرم ❊ پارہ ہائے خشک نان بیگانگاں را نیز ہم
[۳] نیز ہم پیشِ سگاں آں خشک نان می افگنند ❊ مائدہ از لطف ہا پیشِ عزیزاں مے برند
ترک کن ایں خشک نان را ہوش کن فرزانہ باش
گر خردمندی پے آں مائدہ دیوانہ باش

اور دیگر اوامر جو روح بلکہ جسم کے واسطے بھی مفید دارین تھے اور نواہی جو جسم اور روح دونوں کے لیئے مضر تھے۔ اُنکو بھی بخوبی بیان فرما دیا گیا تاکہ یہ مائدہ آسمانی کامل و مکمل ہو جاوے اور کسب اموال کے جو طریقے ناجائز تھے اور اموال مکسوبہ جو اُن طریقوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ اُن کا اکل بھی بنی آدم کے لیئے سخت مضر تھا۔ جیساکہ خمر وغیرہ اُنکو بھی حرام فرما دیا اور احکام شکار کے جس سے کھانے طیار کیئے جاتے ہیں وہ بھی اس سورہ میں مذکور فرمائے گئے اور اُس کے طرق ناجائز بھی۔ مناسبت سوم۔ چونکہ یہ مائدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت عظیم الشان ہے اس لیئے اس نعمت کا ایسا پورا اور کامل ہونا تاقیامت چاہیئے کہ کوئی دوسری شریعت اُسکی نظیر نہ ہو سکے۔ اسلیئے فرمایا گیا کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ [۱] لفظ اتمام نعمت کا مائدہ کے ساتھ نہایت مناسبت رکھتا ہے۔ اسلیئے اس سورۃ میں متعدد جگہ وارد ہوا ہے ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ [۲] اور ماکولات کے علاوہ مستلذّات غیر ماکولہ کی حلّت و حرمت کا بیان بھی اس سورۃ میں فرمایا گیا ہے تاکہ یہ مائدہ مستلذّات غیر ماکولہ سے بھی خالی نہ رہے۔ جیساکہ نکاح وغیرہ ہے اور جو مستلذّات محرّمہ ہیں اور روح انسانی کو ضرر پہنچاتے ہیں اُس کا بھی ذکر فرمایا گیا۔ جیساکہ عورتیں محرّمات وغیرہ ہیں۔ اور چونکہ اہل کتاب نے چند بہیمۃ الانعام کو اور اُن سے تحصیل فوائد کو اپنی طرف سے حرام کر رکھا تھا۔ جیساکہ بحیرہ وغیرہ یہ تشددا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھا۔ اُسکو حلال کر دیا اور فرمایا کہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا [۳] (پارہ ۷ رکوع) الی آخرہ اور چونکہ اس مائدہ سے استفادہ بغیر طہارت جسمانی کے حاصل نہیں ہو سکتا اس لیئے ضروری ہوا کہ تشددات طہارت

---

[۱] آج کے دن تمھارے لیئے اسلام کو میں کامل کر چکا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا۔ ۱۲

[۲] بے شک ہم ہی نے اُتارا قرآن مجید کو اور ہم ہی اُس کے حفاظت کرنیوالے ہیں قیامت تک۔ ۱۲

[۳] بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام کوئی چیز خدا نے نہیں ٹھہرائی الی آخرہ

یہود کے دور کرکے مسائل طہارت جسمانی کے بھی بیان کیئے جاویں اور جو تشدد یہود کے یہاں تھا اُس تشدد کو رفع کیا جاوے چنانچہ مسئلہ وضو وغسل وتیمم بیان فرماکر ارشاد فرمایا گیا۔ مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَہِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۵۱ (پارہ ۶ رکوع ۵) مناسبت چہارم اور چونکہ آخر آیت مائدہ میں وعید عذاب سخت کی ارشاد فرمائی گئی ہے اسلیئے مومنین کے واسطے آپ کا اسم مبارک بشیر اور منکرین کے لیئے آپکا نام نذیر اس سورہ میں مذکور ہوا ہے کما قال اللہ تعالےٰ فَقَدْ جَآءَکُمْ بَشِیْرٌ وَّنَذِیْرٌ ۵۲ تاکہ منکرین کو اس عذاب موعود سے انذار فرمادیں۔ مناسبت پنجم۔ اور چونکہ اس مائدہ کے انزال سے مقصود اصلی یہ ہے۔ کہ بنی آدم کو حیات جاودانی حاصل ہو جیساکہ مائدہ جسمانی سے حیات جسمانی کا ابقاء علت غائی ہے اسلیئے حضرت آدمؑ کے بیٹوں کا قصہ بیان فرماکر باہمی قتل کا وبال ونکال بھی بیان کرنا ضروری ہوا تاکہ مائدہ روحانی کی مناسبت جو موجب ابدیت حیات ہے مائدہ جسمانی کے ساتھ حاصل ہو جاوے۔ جو موجب ابقاء حیات جسمانی ہے۔ مناسبت ششم۔ حواریونکی درخواست میں اَنْ نَّاْکُلَ مِنْہَا بھی مذکور تھا۔ اس لیئے اسی سورۃ میں ارشاد فرمایا گیا۔ وَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ ۵۳ پارہ ۷ رکوع ۱) مناسبت ہفتم چونکہ اس مائدہ محمدی میں بہت سی اشیاء کو حرام فرمایا گیا ہے اور اُن کے کھانے اور ارتکاب سے روکا گیا ہے گو بعض خبیث الطبائع کو یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ نصاریٰ کے ہاں ان اشیاء محرمہ سے نہیں روکا گیا۔ اور تمھارے ہاں یہ اشیاء حرام کردی گئیں۔ تو مائدہ محمدی ناقص رہ جاتا ہے تو اُس شبہ کے دفعہ کے لیئے ارشاد

---

۵۱ نہیں چاہتا ہے اللہ کہ کوئی تنگی تم پر ڈالے اور لیکن چاہتا ہے وہ کہ تم کو پاک وصاف کردے اور پوری کردے اپنی نعمت کو تم پر تاکہ تم شکر کرو۔ ۱۲

۵۲ جیساکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس تحقیق آگیا تمھارے پاس بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔ ۱۲

۵۳ اور کھاؤ تم جو تمکو اللہ تعالیٰ نے رزق دیا ہے دراں حالیکہ حلال اور طیب ہو اور ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے جس پر تم ایمان لارہے ہو۔ ۱۲

فرماتا ہے۔ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ؀ [۱] (پارہ ۷ رکوع ۲) اور مضر کھانوں سے پرہیز کرنا مائدہ جسمانی میں ضروری ہے۔ مناسبت ہشتم۔ اور دائرہ حلت کے وسیع کرنے کے لیئے ایک ایسا اصول بیان فرمایا گیا ہے جس سے ایک بڑی وسعت اور آسانی اہل اسلام کیلیئے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ؀ [۲] (پارہ ۷ رکوع ۳) اور اسی مقام سے علم اصول میں یہ مسئلہ مقرر ہو چکا ہے کہ اصل اشیاء میں حلت ہے پس جس کو شارع علیہ السلام نے حرام فرما دیا وہ حرام ہے باقی اشیاء حلال ہیں۔ مناسبت نہم۔ اور چونکہ مقدمہ اموال میں جو تحصیل اَطعِمہ کے لیئے اسباب ہیں انسانوں میں باہمی خیانت اور تنازعات بھی واقع ہو جاتے ہیں۔ اسلیئے انفصال مقدمہ کے لیئے قانون شہادت اور حلف لینے کا اور وصیت کا بیان فرمایا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ [۳] (پارہ ۷ رکوع ۳) مناسبت دہم۔ منکرین اس مائدہ محمدی کے لیئے قرآن شریف میں نارضامندی اور سخط الٰہی وارد ہے۔ قال اللہ تعالیٰ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ؀ [۴] (پارہ ۷ رکوع ۱۴) اور

---

[۱] کہ تو کہ اموال خبیث جو مضر جسم و روح کے ہیں اور اموال طیّب جو روح اور جسم کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ برابر نہیں ہو سکتے اور اگرچہ خوش معلوم ہو تجھکو کثرت خبیث اشیاء کی پس ڈرو تم اے عقل والو تاکہ تمکو کامیابی دین و دنیا

[۲] اے ایمان والو مت سوال کرو تم ایسی چیزوں سے کہ اگر وہ ظاہر کیجاویں تو بُری لگیں تم کو اور اگر تم پوچھو گے اُنکو جبکہ پیام نازل کیا جاتا ہے ظاہر کیجاویں گی تم کو عفو کر دیا اللہ تعالیٰ نے اُنکے سوالات سے کیونکہ اللہ مغفرت کرنیوالا اور بردبار ہے ۱۲۔

[۳] اے ایمان والو جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آموجود ہو تو وصیّت کرتے وقت تم میں گواہی تم میں کے دو معتبر کی ہو یا اگر تم کہیں کو سفر کرو اور تم پر موت کی مصیبت آپڑے تو تم مسلمانوں کے سوا دو گواہ ۔ ۱۲

[۴] بدیں وجہ ناراض ہوا اللہ تعالیٰ اُنپر اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ۔ ۱۲

جو شخص مائدہ ظاہری و جسمانی قائم کرتا ہے اور صلائے عام دیدیتا ہے کہ جو چاہے اس مائدہ سے فوائد اکل حاصل کرے پس اگر کوئی شخص اس کی اس دعوت کو قبول نہیں کرتا اور توہین اور تحقیر اس مائدہ کی کرتا ہے تو وہ داعی بھی اس منکر سے ناراض ہو جاتا ہے۔ بالفعل یہ دس مناسبتیں کافی ہیں علیٰ ہذا القیاس سخط الٰہی اس مائدہ کے مکذب پر ضرور وارد ہو گا۔ وَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَة اور مائدہ محمدی اور مائدہ جسمانی میں بسبب ان وجوہ شبہ کے ایک مشابہت تامہ ہے پس شریعت محمدی کو مائدہ قرار دینا کونسا استبعاد رکھتا ہے جس کے سبب اسکو مائدہ نہ کہا جاوے۔

اب ہم اس عذاب کا بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ جس کا اشارہ اس آیت ذیل سورہ مائدہ میں مندرج ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝[۵۱] (پ ۶ رکوع ۸) ان عذابوں مندرجہ آیت مائدہ کے وقوع کی تفصیل تو قرآن مجید کی اکثر آیات میں موجود ہے جس کا بیان کرنا ایک دفاتر طویلہ کو چاہتا ہے۔ اب ہم یہاں پر چند آیات کی طرف اشارہ کیئے دیتے ہیں۔ ناظرین اصل واقعات اور انکے اسباب کو کتب تفاسیر اور احادیث اور سیر میں ملاحظہ فرمالیویں مثلاً ایک غزوہ بدر ہے جس میں مشرکین اور مکذبین پر سخت عذاب نازل ہوا اور اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ایک آیت قرار دیا ہے قال اللہ تعالیٰ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ[۵۲] الی اٰخرہ (پارہ ۳ رکوع ۹) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واقعہ جنگ بدر کو ایک نشان عظیم الشان صداقت رسالت آنحضرت سید المرسلینؐ کا قرار دیا ہے کیونکہ

---

[۵۱] جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے فساد کی غرض سے ملک میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں انکی سزا تو بس یہی ہے۔ قتل کر دیئے جائیں یا سولی دی جاوے انکو یا انکے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔ یا انکو دیس نکالا دیا جاوے۔ یہ تو دنیا میں انکی رسوائی ہوئی اور آخرت میں انکے لیئے عذاب ہے ۱۲

[۵۲] تحقیق ہے تمہارے لیئے ایک بڑا نشان دو گروہوں میں کہ وہ دونوں آپسمیں بھڑے ایک گروہ لڑتا تھا اللہ کی راہ میں۔ ۱۲

آیۃً میں تنوین تعظیم کے لیئے ہے اور فی الحقیقت فتح جنگ بدر ایسی عظیم الشان فتح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک اللہ تعالیٰ کے اذن اور حکم اور الہام سے بحیثیت کذائی مندرجہ احادیث واقع نہیں ہوئی اُسکی وجہ موجہ یہ ہے کہ اہل اسلام مخالفین کو قریب اونیس سو[۱۹۰۰] کے دکھائی دیئے حالانکہ اہل اسلام صرف تین سو تیرہ[۳۱۳] اور مخالفین قریب ایک ہزار کے تھے۔ کما قال اللہ تعالےٰ یَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ[۵۱]۔ پس یہ نصرت اور تائید الٰہی بذریعہ فرشتوں کے واقع ہوئی اور ستر سرداران قریش مقتول ہوئے اس میں ابو جہل سب کا سردار تھا اور ستر سردار قید میں آئے اور قبل اس فتح کے پیشگوئی کے طور پر فرمایا گیا تھا۔ قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ[۵۲] (پ۳ ع ۹) پھر دیکھو اس پارہ میں احادیث کو اگر کسی کو دعویٰ ہو کہ جنگ بدر کی مانند بحیثیت مذکورہ بالا کسی وقت میں کوئی فتح واقع ہوئی ہے۔ تو وہ ثابت کرے یعنی پہلے سے ایسی فتح کی خبر قطعی طور پر دی گئی ہو اور مومنین بقدر تہائی کے ہوں۔ مخالفین کی فوج سے اور ہر ایک کافر کے مقتول ہونے کی جگہ بتلادی گئی ہو اور مخالفین کی فوج تمام ساز و سامان جنگ سے مسلح اور مزین ہو اور مومنین کی جماعت اقل قلیل نہایت درجہ بے ساز و سامان ہو۔ وکذا وکذا۔ پس اس سے بڑھکر نشان صداقت رسالت کا اور کیا ہوگیا۔ کہ ان تین سو تیرہ[۳۱۳] میں صرف دو سوار اور چند زرہ پوش تھے اور اسّی[۸۰] کے پاس تلواریں تھیں۔ باقی لٹھ پتھر لیئے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے نصرت اہل اسلام کے لیئے آسمان سے فرشتے نازل فرمائے جو سواروں کی صورت میں تھے۔ اس لیئے اللہ تعالےٰ نے کفار کی آنکھوں میں مسلمانوں کی جماعت دو چند کفار کی فوج سے دکھائی دی۔ فرشتوں کے ذریعہ سے دیکھو سورہ انفال۔ جس سے کفار کے دل میں رعب پیدا ہوگیا۔ اور اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست فاش کھائی۔ اس فتح جنگ بدر سے تمام کفار یہود و نصاریٰ وغیرہ پر ایسا رعب چھا گیا کہ وقتاً فوقتاً مغلوب ہونے چلے گئے۔ گو دعویٰ بڑے بڑے کرتے

---

۵۱ مسلمانوں کا گروہ اپنے سے دوچند دکھائی دے رہا تھا۔ ۱۲

۵۲ کہدے کافروں سے کہ ضرور تم مغلوب ہو جاؤ گے اور اُٹھائے جاؤ گے تم طرف جہنم کی اور بُرا ٹھکانا ہے ۱۲

رہے۔ اور چند بے سروسامان عرب کے ہاتھ سے قیصر و کسریٰ کی قدیم سلطنتیں جو دنیا کو گھیرے ہوئے تھیں۔ اور اسوقت اُنکے برابر دنیا میں کوئی بادشاہت نہ تھی اُکھاڑ کر پھنکوا دیں اور اپنے قبضہ میں لے آئے جیسا کہ سفر مثنیٰ باب ۱۸ میں موجود ہے پس جو پیشین گوئی استیصال مکذبین کی تھی وہ بہمہ وجوہ واقع ہوگئی۔ اور یہ سفر مثنیٰ کی پیشن گوئی اعمال باب ۳ میں با ایں عبارت مندرج ہے۔ لِاَنَّ مُوْسٰی قَالَ لِلْاٰبَاءِ اِنَّ الرَّبَّ اِلٰهَكُمْ سَيُقِيْمُ لَكُمْ مِنْ اِخْوَتِكُمْ نَبِيًّا مِثْلِيْ فَاسْمَعُوْا لَهٗ فِيْ جَمِيْعِ مَا يُخَاطِبُكُمْ بِهٖ وَسَتَكُوْنُ كُلُّ نَفْسٍ لَا تَسْمَعُ لِذٰلِكَ النَّبِيِّ وَتُطِيْعُهٗ تُسْتَاصَلُ مِنْ شَعْبِهَا۔ الیٰ آخرہ۔ اور اردو اعمال باب ۳ میں موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ اللہ جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لیئے میری مانند ایک نبی پیدا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے سب سُنیو اور جو شخص کہ اُس نبی کی نہیں سُنیگا۔ اپنے لوگوں میں سے (ہلاک اور تباہ) ہوجائیگا۔ الیٰ آخرہ۔

اور پھر دیکھو سورہ حشر اور اُس کی تفسیر کو جو اشارتاً چند آیات اُسکی یہاں پر لکھی جاتی ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ[ف] (پ ۲۸ ع ۳)

تنبیہ۔ سرکش یہود جب اپنی شرارت میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے۔ اور بالآخر اُنکی شرارت کی سزا کے لیئے اُنکی گڑھی مستحکم کا گیارہ روز تک سخت محاصرہ کیا گیا۔ تو وہ غیظ میں آکر اس جلن کے مارے کہ بعد میں مسلمان ہمارے گھروں میں نہ رہیں۔ اور اس لالچ سے بھی کہ اپنا لکڑی کاٹھ کیوں چھوڑ دیں مکانوں کو گرانا شروع کردیا۔ آپ بھی ڈھانے میں مصروف تھے اور مدینہ کے مسلمانوں سے بھی اس کام میں مدد لیتے تھے۔ یہ ہے تفسیر یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المؤمنین کی دیکھو شرح اسکی کتب احادیث اور کتب تفاسیر ہیں۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے

[ف] فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ڈالدیا اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں ایسا رعب کہ اُجاڑتے تھے اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور مومنین کے ہاتھوں سے پس عبرت پکڑو اے بصیرت والو۔ ۱۲

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝[۵] (پ۲۸ رکوع ۳) یہود کے نخلستان کا کاٹنا اور انکے کھیتوں کا برباد کرنا یا جلا دینا فی الحقیقت ایک ایسا عذاب ہے کہ اُسکی نظیر پہلے جہادوں میں نہیں پائی جاتی۔ اور اسی لیئے مخالفین اسلام ایسے عذابوں پر جو باذن اللہ اور موافق پیشین گوئی بائیبل کے واقع ہوئے اعتراض کرتے ہیں۔ مگر ان عذابوں کا وقوع بموجب پیشگوئی مندرجہ بائیبل کے بہت ہی ضروری تھا۔ اور ان عذابوں کے اسباب تو یہ اہل کتاب کی نہایت درجہ کی سخت شرارتیں تھیں جو علل موجبہ ان عذابوں کے وقوع کے لیئے ہو گئیں۔ اور ایسے اشد باغیوں کی سزا ہر ایک قانون سلطنت میں ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔ معترضین اگر اُنکی سخت شرارتوں کا معائنہ کرتے تو پھر ہرگز اعتراض نہ کرتے۔ اور پیشین گوئی مندرجہ قرآن مجید کے کہ لا اعذبه احدًا من العلمین موافق اُن ہی پیشین گوئیوں بائیبل کے پورے طور پر وقوع میں آئیں۔ اسی شبہ کے دفع کے لیئے فرمایا گیا کہ یہ سب باتیں باذن اللہ ہوئیں اور ایسے فاسقین کی یہی سزا تھی۔ اب میں مختصراً باب ۴۲ یشعیا کی عبارت لکھے دیتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو ظاہر ہو کہ اس قسم کے عذاب جو بظاہر مخالفین کے نزدیک مظنہ اعتراض ہیں۔ وہ ضروری الوقوع تھے۔ دیکھو کتاب یسعیا نبی باب ۴۲: "خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اُکسائیگا۔ وہ چلائیگا۔ ہاں وہ جنگ کے لیئے بلائیگا وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کرے گا۔ وہ شریعت کو بزرگی دیگا اور اُسے عزت بخشے گا۔ لیکن یہ ایک گروہ ہے جو لوٹی گئی اور غارت کی گئی وہ شکار ہوئے اور کوئی نہیں بچاتا وہ لوٹے گئے اور کوئی نہیں کہتا۔ پھیر دو اسلیئے اس نے اپنے قہر کا شعلہ اور جنگ کا غضب ڈالا اُسپر گرداگرد آگ لگی۔ انتہی الملخصاً۔ دیکھو کل باب ۴۲ کو۔ اگر مجھکو بسبب طوالت کے ناظرین کی ملالت کا خیال نہ ہوتا تو مفصل طور پر عبارات بائیبل سے نقل کر کے دکھلاتا۔ کہ یہ عذاب جو محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے موافق پیشگوئیوں مندرجہ بائیبل کے واقع ہوئے ہیں جسکی تصدیق لا اعذبه احدًا من العلمین میں موجود ہے

[۵] اُن کا نخلستان جو تم نے کاٹ ڈالا یا اُن کی جڑوں سمیت کھڑے رہنے دیا تو یہ خدا ہی کے حکم سے تھا اور اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔ ۱۲

مگر خوف ملالت سامعین مانع اسکی تفصیل کا ہوگیا ہے۔ اور اسی لیئے اس سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ اُس شہادت اہل کتاب کو یاد دلاتا ہے۔ جس کا اقرار حواری کر چکے ہیں کہ نکون علیھا من الشاھدین چنانچہ فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ[1] پارہ ۶ رکوع ۵۔ اب اس مقام پر مومنین مائدہ کے لیئے ثابت کرنا باقی رہا ہے کہ نزول اس مائدہ کا اولین وآخرین کے لیئے موجب عید وخوشی کا ہوگا سو یہ امر ظاہر ہے کہ اوّل تو خود اللہ تعالیٰ وتبارک نے فرما دیا کہ انّا نحن نزّلنا الذّکر وانّا لہٗ لحافظون ٥ جو دوام اس مائدہ پر دلالت کرتا ہے اور آخرین قیامت تک اس سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ ایضاً وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ۔ اور حضرت نبی کریمؐ نے تاکید ہر صدی کے سر پر ایک مجدد دین اسلام کا مبعوث ہونا بطور پیشگوئی کے ارشاد فرمایا ہے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَھُمَا اِلَّا اتِّبَاعِیْ[2] وغیرہ وغیرہ من الآیات والاحادیث۔ خصوصاً اس چودھویں صدی میں مسیح موعود اور مہدی معہودؑ کا جو مبعوث ہونا علم الٰہی میں تھا جس کی بعثت بڑی عظمت وشان سے واقع ہونے والی تھی۔ اور احادیث صحیحہ میں نبی کریمؐ نے اُسکو اپنا اسلام بھی پہنچایا تھا۔ اور بالفاظ نبی اللہ اُس کا لقب ارشاد فرمایا تھا۔ اور اُسکی بعثت کا زمانہ ایک بڑی عید کا دن تھا۔ جو آخرین کے واسطے علم الٰہی میں مقرر ہوا تھا۔ اسلیئے مکذبین اسلام اور منکرین اُس کی بعثت کے لیئے بھی ایسے ایسے عذاب واقع ہوئے کہ جو مصداق لا اعذبہ احدًا من العٰلمین کے ہیں۔ طاعون زلازل۔ طوفان۔ اور دیگر وبائیں قحط شدید وغیرہ وغیرہ۔ جنسے ہر کو مہ واقف ہے عیاں را چہ بیان۔ اسلیئے میں اسکی تفصیل یہاں پر نہیں کرتا۔ دیکھو سلسلہ احمدیہ کے رسالجات اور اشتہارات اور کتب مؤلفہ خاکسار کو اگر ان پر اعتبار نہ ہو تو اخبارات دنیا کو انگریزی ہوں یا اردو فارسی ہوں یا عربی۔ اس امر کا تو ہر ایک ذوالرائے کو اقرار ہے کہ

---

[1] اے ایمان والو خدا کی گواہی کیلئے مستعد کھڑے رہو یعنی عدل وانصاف کے ساتھ گواہی دو۔ ۱۲

[2] اور اگر ہوتے موسیٰ اور عیسیٰ زندہ تو انکو سوا میری پیروی کے کچھ مجال اور گنجائش نہیں ہوتی۔ ۱۲

یہ تمام عذاب غیر معمولی طور پر واقع ہوئے ہیں۔ گو وہ مسیح موعودؑ کی تصدیق اپنے تعصب و عناد کی وجہ سے نہ کریں بیان مذکورہ بالا سے ہر چہار امر تو ثابت ہو گئے یعنی نا کل منہا کیونکہ سلطنتیں کی سلطنتیں اہل اسلام کے قبضہ میں آگئیں اور اطمینان قلب کیونکہ پچھلی پیشگوئی بائیبل کی تصدیق واقعات محمدیہ نے فرمادی اس سے بڑھکر اطمینان قلب اور کیا ہوگا۔ اور صدق رسالت کا علم اہل بصیرت کو حاصل ہو گیا گو معاندین کو حاصل نہ ہو اب جو کوئی نزول اس مائدہ کے صدق سے انکار کرے اور نکون علیہا من الشاہدین میں داخل نہ ہو تو اُس کی بے ایمانی اور ہٹ دھرمی میں کیا شک ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے الفاظ دعا میں جو اس مائدہ کا نزول اوّلین و آخرین کے لیئے عید ہونا عرض کیا گیا تھا۔ اُسکو واقعات مجددین خصوصاً حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ کے معجزات نے ثابت کر دیا۔ تو اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰؑ کی دعا کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بالفاظ انی منزلہا بطور پیشگوئی کے قبول فرمایا تھا۔ وہ واقع ہو گئی۔ کما قال المسیح موعودؑ

چوں بیاید بہار باز آید ؎ موسم لالہ زار باز آید
وقت دیدار یار باز آید ؎ بیدلاں را قرار باز آید
ماہروی نگار باز آید ؎ خور بہ نصف النہار باز آید
باز خندد نباز لالہ و گل ؎ باز خیزد ز بلبلاں غلغل

ایہا الاحباب اس عید آخرین کو جو حضرت عیسیٰؑ اوّل کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء عیسیٰ ثانی کے زمانہ بعثت میں تمھارے لیئے بحکم واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے وہ عید کر آئی ہے کیا تم اُسکا جیسا خوشی سے دن میں جسکو حضرت جری اللہؑ نے اس اپنے کلام پاک میں بہار اور موسم لالہ زار وغیرہ کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے اُسکے پودوں شاخوں اور پھلوں اور پتّوں اور پھولوں کی سرسبزی اور سیرابی کے لیئے اپنے زخارف دنیوی کو جو تم سے قریب جدا ہونے والے ہیں۔ اور تم اُن تمام زخارف سے جدا ہونے والے ہو کیا تم ترک کرو گے۔ اور اسکی جزا میں تو تم کو ابدالآباد کے لیئے عیش جاودانی اور جنّات رحمانی حاصل ہونگی۔ والآخرۃ خیر و ابقیٰ۔

مجھکو تو اپنی جماعت کے احباب سے بعید معلوم ہوتا ہے کہ ایسی سعید روحیں جو حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے ہیں - وہ اس ادانی زخارف کو اس باغ کے اشجار کی سیرابی کے لیئے جو حضرت مسیح موعودؑ نے بموجب دعا مسیحؑ اوّل لگائے ہیں - اُس میں صرف نہ کروگے - وہ اشجار کیا ہیں دیکھو یہ ہیں لنگرخانہ تعلیم علوم دینی کے مدارس اشاعت اسلام صیغہ تعمیر وغیرہ وغیرہ اور تمھارے سامنے موجود ہیں - اور اب ایام عید کے ہیں - اور تم اُن کو مشاہدہ کر رہے ہو پس ضرور بالضرور زخارف فانیہ کو خرچ کر کے جنات اور بہارِ جاودانی خریدو اور اسکے خریدنے میں ہرگز دریغ نہ کرو - یہ عید کے دن تم کو پھر نہ ملیں گے - اور تمھارے ہاتھ سے یہ موقعہ جاتا رہیگا - اور تم کو کفِ افسوس مل مل کے ان زخارف فانیہ کو چھوڑنا پڑیگا - اور یہ باغ تو سرسبز ہو کر ہی رہیگا - ؎

بمفت این اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ ٭ قضائے آسماں است این بہر حالت شود پیدا

دیکھو صیغہ تعمیر کی آیت ذیل میں. تبارك الذی انشاء جعل لك خیرًا من ذٰلك جنٰتٍ تجری من تحتہا الانھٰر و یجعل لك قصورا اور اس عمارت کا بھی اب ملاحظہ کر لو کہ اس کو اب کیا کیا حاجتیں درپیش ہیں - کیا اسرار الٰہی ہیں کہ مسیح اسرائیلی نے تو اس مائدہ کے نزول کے لیئے دعا کی اور اللہ تعالےٰ نے اُسکو قبول فرمایا - اور مسیح محمدی کو رؤیا میں اس مائدہ جسمانی کے بھی قائم کرنیکے لیئے حکم ہُوا - پھر مسیح موعودؑ محمدی نے اُس مائدہ جسمانی کو زیر سایہ گورنمنٹ عالیہ جو مسیح اوّل کے نام لیوا ہیں بطور نشان کے قائم کیا جسکا دوسرے لفظوں میں لنگرخانہ اور مہمانخانہ نام رکھا سبحان اللہ اللہ اکبر و الحمد للہ - نکتہ ہا ہست بسے محرم اسرار کجا است - کیونکہ ضمیر ہا کی اُسی مائدہ کی طرف راجع ہے کہ جو بصفات مذکورہ موصوف ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا - کہ اوّلین و آخرین میں سے جن مکذبین نے اس مائدہ کا کفر کیا اُنپر عذاب ہائے شدید بھی ایسے واقع ہو گئے - جو پچھلے زمانوں میں اُنکی نظیر نہیں ملتی پس مراد اس مائدہ سے یہی شریعت کاملہ اسلامیہ ہے جو موجب دخول جنت ہے - جسکی حقیقت بدلائل عقلیہ و نقلیہ بحولہٖ و قوتہٖ ہم نے

ثابت کردی - اب ہم احادیث صحیحہ سے شریعت اسلامیہ کا مائدہ ہونا بزبان نبی کریم صلی اللہ وآلہ وسلم ثابت کرتے ہیں انشاء اللہ کہ جس کا انکار کوئی مشرک کر سکے مثل مشہور ہے ؎

اذا جاء منهر الله بطل نهر معقل ؛ وهو هذا - عن جابر قال جاءت الملئكة الى النبي صلعم وهو نائم فقالوا ان لصاحبكم هذا مثلا فاضربوا له مثلا قال بعضهم انه نائم وقال بعضهم ان العين نائمة والقلب يقظان فقالوا مثله كمثل رجل بنى دارا وجعل فيها مادبة وبعث داعيا فمن اجاب الداعي دخل الدار واكل من المادبة ومن لم يجب الداعي لم يدخل الدار ولم ياكل من المادبة فقالوا اولوها له يفقهها قال بعضهم انه نائم وقال بعضهم ان العين نائمة والقلب يقظان فقالوا الدار الجنة والداعي محمد [۴۴] فمن عصى الله ومحمد فرق بين الناس [۱]

[۴۴] فمن اطاع محمداً فقد اطاع الله ومن عصى محمداً

رواه البخاری باب اعتصام بالکتاب والسنة - ومشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹-

---

[۱] حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ درحالیکہ نبی کریمؐ سو رہے تھے کچھ فرشتے آپ کے پاس حاضر ہوئے پس کہا انہوں نے کہ اس تمہارے صاحب کے لیے ایک مثل ہے اس مثل کو تم بیان کرو اسکے لیے بعضوں نے کہا کہ آنحضرتؐ سو رہے ہیں - اور بعض نے کہا آپ کی آنکھ سو رہی ہے لیکن دل آپ کا جاگ رہا ہے پس کہا انہوں نے اسکی مثل ایسی ہے کہ کسی بڑے آدمی نے ایک مکان بنایا اور اُس مکان میں ایک عام خوان اقسام اقسام کے طعام کا طیار کیا اور بھیجا ایک دعوت کے اذن دینے والے کو پس جس شخص نے اس داعی کی دعوت کو قبول کیا تو اُس مکان میں داخل ہوا اور اُس خوان سے کھانا کھایا اور جس شخص نے اُس داعی کی دعوت کو قبول نہ کیا نہ وہ اُس خوان سے کھانا کھا سکا اور مکان میں بھی داخل نہیں ہو سکا - پس کہا انہوں نے اس حکایت اور مثل کی تعبیر بیان کرو تاکہ وہ اسکو سمجھ لے پس بعض نے کہا کہ تحقیق آپ سو رہے ہیں اور بعض نے اُس کا وہی جواب دیا کہ بے شک آپکی آنکھ سو رہی ہے اور آپکا دل جاگ رہا ہے پس بیان کیا انہوں نے کہ تعبیر مکان کی جنت ہے اور مراد داعی سے محمد صلعم ہیں - جس شخص نے فرمانبرداری کی محمد صلعم کی پس تحقیق اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی اور جس شخص نے نافرمانی کی محمد صلعم کی اُس نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی اور محمد صلعم فرق کرنے والے ہیں مومن کو کافر سے درمیان تمام آدمیوں کے روایت کیا اس حدیث کو صحیح بخاری نے باب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں صفحہ ۱۰۸۴ اور مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹ - ۱۲

عن ربیعۃ الجرشی - قال اتی نبیّ اللہ صلعم فقیل لہ لتنم عینک و
لتسمع اُذُنک و لیعقل قلبک قال فنامت عینیّ وسمعت اذنای و
عقل قلبی قال فقیل لہ سیّدٌ بنیٰ دارًا فصنع فیہا مادبۃ وارسل
داعیاً فمن اجاب الدّاعی دخل الدّار واکل من المادبۃ ورضی عنہ
السیّد ومن لم یجب الدّاعی لم یدخل الدّار ولم یاکل من المادبۃ
وسخط علیہ السّیّد و محمّد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم الدّاعی والدّار
الاسلام والمادبۃ الجنّۃ - [۵] رواہ الدارمی و مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۱ -

ان دونوں احادیث میں جو لفظ مادبہ کا ہے اُسکے معنی اور مائدہ کے معنی مترادف ہیں صرف
اتنا فرق ہے کہ بوقت پیشگوئی جب تک کہ واقع نہیں ہوئی تھی - اُسکو مائدہ ہی کہنا مناسب تھا -
کیونکہ مائدہ کے معنی اُس خوان کے ہیں کہ جسپر اقسام اقسام کے طعام موجود ہوں لیکن جبکہ اُس مائدہ
کے واسطے کوئی شخص لوگوں کو دعوت کرنیوالا اور بلانیوالا موجود ہو جاوے تو پھر اُس مائدہ کو مادبہ
کہنا ہی لازم ہے چنانچہ مادبہ کے معنی صراح وغیرہ میں جو لکھے ہیں وہ مہمانی کے معنی ہیں -
اور اُسکے مادہ میں لوگونکو مہمانی کے واسطے بلانا داخل ہے - آدبٌ مؤدبٌ بمہمانی خوانندہ
ویقال منہ آدب القوم یودبہ ایہ ابا مادبہ بفتح الدّال ومہمانی مادب جمع
انتہی بلفظ الصراح پس جب کہ ان حدیثوں سے یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ جب آنحضرت صلعم کو اللہ تعالیٰ

[۵] اور حضرت ربیعۃ الجرشی ثقہ سے روایت ہے کہا انہوں نے نبی صلعم کے پاس آ کہا گیا واسطے آنحضرت صلعم کے اور چاہیے
کہ سوتی رہیں آپکی دونوں آنکھیں اور چاہیے کہ سنتے رہیں آپکے کان اور چاہیے کہ سمجھے آپکا دل فرمایا آپنے سوتی
ہیں دونوں آنکھیں میری اور سنتے ہیں دونوں کان میرے اور سمجھتا ہے دل میرا کہا راوی
نے پس کہا گیا میرے لیئے - کہ ایک سردار ہے بنایا اُس نے ایک مکان پس طیار کیا اُس مکان میں ایک
خوان طرح طرح کے کھانوں کا اور بھیجا ایک دعوت کرنیوالے کو پس جس شخص نے قبول کیا داعی کی دعوت کو داخل ہوا مکان
میں اور کھایا اُس خوان میں اور خوشنود ہوا اُس سے اور جس شخص نے کہ داعی سردار کی دعوت کو قبول نہ کیا نہ وہ داخل ہو سکا مکان
میں اور کھانا بھی اُس خوان میں سے کچھ نہ کھا سکا اور بہت ناراض ہوا اُسپر سردار فرمایا اللہ تو سردار ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم داعی ہیں اور مکان دین اسلام ہے اور خوان جنت ہے روایت کیا اُسکو دارمی شریف نے اور مشکوٰۃ شریف نے صفحہ ۲۱ میں - ۱۲

نے داعی مقرر کر کے اس مادبہ کے واسطے دنیا میں مبعوث کیا تو وہی مائدہ جسکی پیشگوئی قرآن مجید میں بلفظ مائدہ موجود ہے اُسکی تعبیر بلفظ مادبہ کرنا ہی مقتضائے فصاحت و بلاغت ہے سبحان اللہ کسقدر اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت ہے کہ جس وقت میں اُس خوان کو مائدہ کہنا چاہیئے تھا جو قبل وقوع پیشگوئی کا وقت تھا۔ اُس وقت میں اُس خوان کو مائدہ کہا گیا اور جس وقت میں کہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اُس خوان کے واسطے دعوت کیلئے بلانیوالا مبعوث ہوگیا۔ تب اُسی خوان کو مادبہ کہا گیا۔ پس نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے بذریعہ احادیث صحیحہ صحیح بخاری وغیرہ کے بخوبی ثابت ہوگیا۔ کہ مراد مائدہ سے بذریعہ احادیث اسلام کی شریعت ہی ہے جو موجب دخول جنت ہے جسپر تمام مناسبات سورہ مائدہ میں مذکور فرمائے گئے ہیں۔ اور اپنے وقت خاص پر بذریعہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے پیشگوئی عظیم الشان واقع بھی ہوگئی۔ جسکے پورے ہونیکی شہادت واقعات نے اس وقت تک دیدی جو زمانہ بعثت جری اللہ فی حلل الانبیاء کا ہے والحمد للہ ثم الحمد للہ

سوال ۶۔ اگر کوئی شخص شبہ کرے کہ سلطنت عیسائیوں کی جو تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہے یہی وہ مائدہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

الجواب ۶۔ اس کا جواب شافی وکافی ہمارے کُل مضمون ماسبق سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جس کا مختصر بیان یہ ہے۔ یہ امر تو مسلّم ہے کہ دنیاوی نعمتیں اور دولتیں انتہا درجہ کی سریع الزوال ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت ازلی ابدی ہے پس مقتضائے ربوبیت جو حضرت عیسیٰؑ کی دعا میں ربّنا کے ساتھ ذکر ہوئی ہے وہ ربوبیّت ابدالآباد تک ضروری ہوگی۔ اور یہ امر ثابت ہوچکا کہ بوقت نزول اس مائدہ کے جس نے اُسکی توہین اور تکذیب کی وہ فانّی اعذّبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العٰلمین کا مصداق ہوگیا۔ پس اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ مکذبین اس مائدہ کے آخرت میں جسکی نسبت والاخرۃ خیرٌ و ابقٰی وارد ہے۔ فلاح نہیں پا سکتے۔ پس یہ سلطنت دنیاوی جو چندروزہ اور سریع الزوال ہے اس مائدہ کی مصداق کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی دعا میں لفظ خیر الرّازقین کا بھی موجود ہے۔ جو مقتضی ہے کہ اس کی رزّاقیت آخرت میں بھی دائم قائم رہے لیکن مکذبین بوقت نزول اس مائدہ کے حسب وعید جب دنیا ہی میں ناکامیاب رہے۔ تو آخرت میں خیر الرّازقین کی رزّاقیت سے حصہ یاب

کیونکر ہو سکتے ہیں ۔ پس ممکن نہیں کہ یہ سلطنت دنیاوی چند روزہ اور سریع الزوال اس مائدہ کی مصداق ہو سکے ۔ ہاں اگر اس سلطنت کے ساتھ آخرت کی سلطنت بھی حاصل ہو ۔ تو اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت اور صفت رزاقیت جو دعا میں مندرج ہے وہ صحیح ہو سکتی ہے ورنہ فلا ۔

جواب دوم ۔ خود حواریوں کی درخواست میں اطمینان قلب اور حصول علم موجود ہے جس کے حصول کے بعد نکون علیها من الشاهدین کا ظہور ہو سکتا ہے اور یہ اطمینان قلب اور علم کما ینبغی صداقت رسالت کا اور پھر اسپر شاہد ہونا بغیر حصول الہام اور وحی و مکاشفات کے حاصل نہیں ہو سکتا ۔ لیکن الہام اور وحی کا ہونا بغیر تصدیق اس مائدہ کے ممکن نہیں جسکے کامل ثبوت آنحضرت صلعم کے وقت سے لیکر آجتک حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ نے تمام عالم پر ظاہر فرما دیئے اور بخوبی ثابت کر دیا ۔ کہ بغیر تصدیق اس مائدہ کے الہام اور وحی سوائے اتباع کتاب و سنت کے ہرگز ہرگز ممکن نہیں ہے ۔ دیکھو اشتہارات رسائل اور کتب حضرت اقدس کو ۔ ہاں ہماری گورنمنٹ عادلہ ادام اللہ اقبالہا نے جو تعلیمات اصلاح دنیوی قرآنی کو بڑے شد و مد کے ساتھ اخذ فرما لیا ہے ۔ اسی لیئے اسکی ترقی روز افزوں اور شوکت و جلال از حد بیرون وقتاً فوقتاً ہوتی چلی جاتی ہے جیسا کہ صیغہ شفاخانہ صیغہ تعلیم و اماطة الاذی عن الطریق نہر تعمیر بنا ہی و مساکین رفاہ خلائق آزادی مذاہب انصاف عدل مجالس شوریٰ وتیرہ وغیرہ جنکی تاکیدات شدیدہ کتاب و سنت میں وارد ہیں اور ہم نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم میں تفصیل سے بیان کی ہیں اللّٰهم زد اقبالها و شوکتها و زد اجلالها و دولتها قال اللہ تعالیٰ من کان یرید الحیوۃ الدنیا و زینتها نوف الیهم اعمالهم فیها وهم فیها لا یبخسون الی اخرہ ۔

هذا ما الهمني الله تعالیٰ فی تفسیر آیت المائدة و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین والصلوٰة علی نبیه المرسلین صلوٰة دائمة الی یوم الدین [1]

[1] یہ وہ مضمون ہے کہ جو الہام کیا ہے مجھکو اللہ تعالیٰ نے آیت مائدہ کی تفسیر میں اور اخیر میں دعا ہماری یہ ہے کہ تمام تعریفیں اور خوبیاں واسطے اللہ تعالیٰ کے ہیں جو پروردگار تمام عالموں کا ہے اور رحمت کاملہ نازل ہووے اوپر مرا

احسن البیان فی تفسیر ففہمنٰہا سلیمان

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمھم شاھدین ففھمنٰھا سلیمان وکلا اتینا حکما وعلما وسخرنا مع داود الجبال والطیر وکنا فاعلین ۰ ۱۷

مقدمہ اوّل :- ایہا الاحباب قرآن مجید میں جن انبیاء کے قصص بیان فرمائے گئے ہیں انکے بیان کی علت غائی اور مقصود الٰہی یہ ہے کہ انکے جملہ صفات کمالیہ کا مجموعہ آنحضرت صلعم کی ذات جامع الکمالات ہے بلکہ بحکم ومنھم من لم نقصص علیک کے جو انبیاء قرآن مجید میں بیان نہیں فرمائے گئے انکے صفات کمالیہ بھی حضرت سید المرسلین میں موجود ہیں ورنہ انکا ذکر بطرز مندرجہ قرآنی عبث اور لغو ہوجاویگا پس انبیاء کے ذکر میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ جملہ صفات انبیاء کے آنحضرت صلعم میں موجود ہیں پس ثابت ہوا کہ ابتدار سے لیکر خاتم النبیین صلعم کے زمانہ بعثت تک ہر ایک امت یا ہر ایک بستی اس دنیا میں جو نبی گذرا ہے اُن سب کے صفات حمیدہ کا مجموعہ آپکی ذات پاک میں ہے اور کوئی صفت کاملہ نبوت کی ایسی باقی نہیں رہی جو آنحضرت صلعم میں پائی نہ جاتی ہو اور یہی مراد ہے آپکے خاتم النبیین ہونے سے اور لم نقصص علیک اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ انبیاء مذکورین فی القرآن ہی کے کمالات آپ میں موجود ہیں بلکہ غیر مذکورین کے کمالات بھی آپ میں موجود ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

حُسنِ یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ✤ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

شاعر نے بھی اول مصرعہ میں تین انبیاؤں کا ذکر کرکے دوسرے مصرعہ میں تمام انبیاؤں کا احاطہ کر لیا۔

مقدمہ ثانی :- اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ جس طرح پر اولاد جسمانی اپنے باپ کے مال میں وارث ہوا کرتی ہے اُسی طرح پر اولاد روحانی علوم روحانی اور فیوض رحمانی کی وارث ضرور ہونی چاہیئے جیسا کہ فرمایا کہ وورث سلیمان داؤد تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے ای ورثہ العلم والنبوۃ والکتب دون باقی اولادہ قال قتادہ والکلبی کان لداؤد تسعۃ

عشر ولدًا ذکرًا فورث سلیمان عن بینہم نبوۃ ولو کان المراد
وراثۃ المال لم یخص سلیمان بالذکر لان جمیع اولادہ فی ذلك سواء
وکذا قال جمہور المفسرین فہذہ الوراثۃ وراثۃ مجازیۃ کما فی قولہ صلعم
العلماء ورثۃ الانبیاء الی اخرہ پس آپکی امت مرحومہ میں بھی جو لوگ مومنین اولاد
روحانی ہونگے وہ بھی بالضرور ظلّی طور پر آپکے کمالات سے مستفیض ہووینگے وما ارسلناک
الا رحمۃ للعلمین وصدق رسولہ الکریم وما من نبی الا نظیرلہ فی امتی
اور سرّ اس وراثت روحانی کا یہ ہے کہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے کیونکہ صرف آپکے زمانہ
بعثت میں جو ۲۳ سال ہی ہے اگر اس قلیل مدت میں ان جملہ انبیاؤں کے کمالات ظہور پذیر ہوجاویں
تو آخرین کے لیئے اس دعوے کا کیا ثبوت ہوتا اور دعائے درود شریف بھی اسی امر کی طرف
ناظر ہے کیونکہ اگر صلوٰہ اور رحمت سے نبوۃ کی مراد نہ ہووے تو پھر اور کونسی رحمت مراد ہوسکتی
ہے پس بحکم من یطع اللہ والرسول فاولٓئك مع الذین انعم اللہ
علیہم من النبیین کے یہ صیغہ قیامت تک جاری رہیگا اسی لیئے فرمایا گیا کہ نحن
نزّلنا الذکر وانّالہٗ لحافظون اگر یہ نہ ہوتا تو ثبوت دعویٰ بھی نہ ہوسکتا۔

مقدمہ سوم:۔ اسی لیئے آنحضرت صلعم کے وقت سے لیکر آجتک و قیامت تک آپکی امّت مرحومہ
میں متبعین کتاب وسنت میں سے ایسے ربانی اولیا اور الہامی مجددین ہوتے رہے ہیں جو
انبیاء ماضین کی نظیر تھے چنانچہ اسی حدیث میں نبی کریم صلعم اپنے زمانہ بعثت کے انبیاء کی نظیروں
کو اس طرح پر بیان فرماتے ہیں وابوبکر نظیر ابراہیم وعمر نظیر موسیٰ و
عثمان نظیر ھارون وعلی بن ابی طالب نظیری ومن سرّہ ان ینظر
الی عیسیٰ بن مریم فلینظر الی ابی ذر الغفاری ابن عساکر عن انس
حدیث ۳۰۰۷ کنز العمال صفحہ ۱۹۳ جلد ششم۔ بعد آپکے باقی اُمّت مرحومہ میں سے
ایسے مجددین اور مامورین ملہمین گذرے ہیں جن کا ذکر کتب علم تواریخ میں جو تذکرہ اولیا میں
تصنیف ہوئی ہیں مذکور ہے ورنہ پھر ہر زمانہ میں آپکے دعاوی کا ثبوت نہیں ہوسکتا اور چند
ایسے مکمل اولیاء کا ذکر جنکی سخت مخالفت کی گئی ہے ہم نے تحذیر المومنین میں بھی کیا ہے۔ اور

اس رسالہ سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۵۳ میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ نے تحریر فرمائی تھی۔

مقدمہ چہارم:۔ یہ زمانہ جس میں ہم ہیں بلحاظ اپنے واقعات اور اپنے زمانیات کے مقتضی اس امر کا ہے کہ کوئی ایسا شخص عظیم الشان مبعوث ہو جو وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین کا ظل ہو کر جری اللہ فی حلل الانبیاء کا منجانب اللہ مصداق ہو سکے کیونکہ دنیا میں کل اہل مذاہب کا بھی اسوقت جوش وخروش ہو رہا ہے اور کل دنیا بذریعہ ٹیلیگراف وغیرہ کے مثل ایک شہر کے ہو رہی ہے۔ اس لیئے پیشین گوئی لیظھرہٗ علی الدّین کلّہ کے پورے ہونیکا وقت کسی کی ذات بابرکات سے پورا ہونا ضروری ہے تاکہ مضمون ما ارسلناک الّا رحمۃ للعلمین کا عالمین پر واضح ہو جاوے۔ اور جو وعدہ آیت ومن یطع اللّٰہ والرسول فا ولٰٓئک مع الذین انعم اللّٰہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصّٰلحین الایہ میں مندرج ہے اُسکا ایفا بھی واقع ہو جاوے کیونکہ تبلیغ دین اسلام کے ذرائع اب موجود ہیں جو سابق میں کسی نبی کے زمانہ میں موجود نہیں ہوئے تھے اگر باوجود ہونے ان واقعات کذائیہ اور زمانیات قضائیہ کے اگر کوئی ایسا شخص عظیم الشان اس زمانہ میں بھی مبعوث نہ ہو تو نعوذ باللہ وعدہ الٰہیہ میں خلف لازم آتا ہے۔ وھو باطل ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد اور نیز پھر کیا سبیل ہے کہ آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات تمام انبیاءؑ کے کمالات کی جامع تھی۔ اور قرآن مجید تمام صداقتوں صحف انبیاء کا جامع اور مھیمن ہے۔ فیھا کتب قیمہ وغیرہ وغیرہ پھر اس دعوی آنحضرت صلعم کا کیا ثبوت ہے کہ لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیّین لما وسعھما الا اتّباعی وغیرہ من الاحادیث وقال اللّٰہ تعالےٰ ومن یبتغ غیر الاسلام دینًا فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخٰسرین ایضًا وکان فضل اللّٰہ علیک عظیما۔ پس حالات زمانہ اور زمانیات نے خود ثابت کر دیا کہ الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء کلام الٰہی ہے اور صادق اور مصدوق ہے اور الہام وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین جو اس بروز محمدیہ پر نازل ہوا وہ بھی نہایت درجہ صادق اور

مصدوق ہے والحمد للہ۔ اور حضرت سید المرسلین کے دعاوی خواہ مندرجہ قرآن مجید ہوں یا احادیث صحیحہ میں مذکور ہوں۔ وہ سب صادق اور مصدوق ہیں۔کیونکہ متبع نائب کے صفات کمالیہ منیب کی صفات کمالیہ کا ظل ہوتے ہیں کما ثبت فی محلہ اور متکلمین کا یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہی ہوتی ہے لاغیر۔ ہمارے مخالفین صرف اسی دعوی مسیح موعود پر ہی رو پیٹ رہے ہیں۔ لیکن یہاں پہ تو الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء کی صداقت واضح ہو رہی ہے خاکسار کو ان چند اوراق میں الہام ففھمنٰھا سلیمان کی صداقت کا بیان کرنا مقصود ہے اور پھر یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ آپ سلیمان وقت ہیں جنکی وجوہ موجہ حسب ذیل بیان کی جاتی ہیں۔

وجہ اوّل :۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واتبعوا ما تتلوا الشیٰطین علیٰ ملک سلیمان ولکن الشیٰطین کفروا یعلّمون الناس السحر [illegible] سحر کے کوئی معنی لو تاہم ناولز دل لبھانے والی باتیں قصہ کہانیاں دجل دفریب شعبدے ٹوٹکے مسمریزم اور انواع انواع کے باجے فونوگراف اور دیگر تمام لغویات جو جہلا اور عوام کے دلوں کو لبھاتے ہیں سب مفہوم سحر میں داخل ہیں۔جن کا ایک عالم گرویدہ ہو رہا ہے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم کو بھول کر کے اُن کا ایسا متبع ہو گیا ہے۔کہ مضمون ولما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من الذین اوتوا الکتٰب کتٰب اللہ وراء ظھورھم کانّھم لا یعلمون کا پورا پورا نظارہ اہل بصیرت کے مشاہدہ میں آ رہا ہے یہ حال اہل اسلام کا ہے باقی رہے غیر اسلام انکا تو ذکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔عیاں راچہ بیان کیونکہ انکا انہماک تو ایسا ہے کہ شب و روز ایسے ایسے ہی عجائب وغرائب امور کی ایجاد میں مصروف اور مشغول رہتے ہیں اور چونکہ سحر کے معنی یہی ہیں کہ اسباب خفیہ کے ذرائع سحر افعال عجیبہ پر قدرت حاصل کرنا خواہ اُنکی تاثیرات روحانیات کے واسطے سے ہو یا جسمانیات کے وساطت سے جو بسبب ترکیب واجتماع کیفیات مختلفہ کے حاصل ہوتی ہے یہ کل امور مفہوم سحر میں ہی داخل ہیں جن کا زور وشور کثرت کے ساتھ اس زمانہ پر فتن

میں شائع و ذائع ہے اور میرے نزدیک باذن اللہ ان سے اثر بھی پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ جادوگروں کی لاٹھیوں کا سانپ بن جانا قرآن مجید میں بھی مذکور ہے گو بحکم فاذا حبالھم وعصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعٰی کے اُسکی کوئی حقیقت نہیں خصوصاً مامور من اللہ کے مقابلہ میں یہ تمام شعبدات نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور قائم نہیں رہ سکتی کما قال اللہ تعالیٰ والق ما فی یمینک تلقف ما صنعوا ان ما صنعوا کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتی اور چونکہ اہل دنیا کا شغف اس زمانہ میں ان امور کی طرف بکثرت و بشدت ہے اسی واسطے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کو کسی نے مسمریزم کی طرف منسوب کیا اور کسی نے جفر کی طرف اور کسی نے نجوم وغیرہ کی طرف اور کسی نے دیگر امور باطلہ کی طرف ونعوذ باللہ منہ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور نیز حضرت سلیمان وغیرہما علیٰ نبینا وعلیہم السلام کو بھی سحر ہی کی طرف منسوب کیا تھا جسکا رد اللہ تعالیٰ اسی آیت کریمہ میں اور دیگر آیات میں فرما رہا ہے۔ کہ وما کفر سلیمان ولٰکن الشیٰطین کفروا اور پھر علاوہ اسپر یہ ہے کہ اہل زمانہ قرآن مجید کو متروک کرکے انہیں امور مذکورہ میں اپنا انہماک بہتر اور اچھا سمجھتے ہیں صدق اللہ تعالیٰ الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا اولٰئک الذین کفروا بآیات ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا ذٰلک جزاءھم جھنم بما کفروا واتخذوا آیاتی ورسلی ھزوا نتیجہ اس مضمون کا یہ ہوا کہ زمانہ اور اُسکے زمانیات بموجب مقدمات اربعہ مذکورہ کے مستلزم ہیں اس امر کو کہ کوئی مامور من اللہ اُمت محمدیہ میں سے ایسا مبعوث ہو جو سلیمان وقت بھی ہو۔ اور اس سلیمان وقت کے ذریعہ سے اُمت محمدیہ میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہو جاویں کہ ان الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کانت لھم جنّٰت الفردوس نزلا خٰلدین فیھا لا یبغون عنھا حولا کے مصداق ہوں پس زمانہ اور زمانیات مقتضی ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اسوقت کوئی سلیمان وقت اُمت محمدیہ میں سے مبعوث ہو گیا ہے جو الہام ففھمنٰھا سلیمان نے اُسکی تصدیق

قرار دی اور وہ یہی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔
وجہ ثانی۔ مناسبت دوم :۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وداؤد و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمھم شاھدین ففھمنٰھا سلیمان وکلا اٰتینا حکما وعلما ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ہر زمانہ کے لوگوں کو خصوصاً اس زمانہ آخری جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ کے مخالفین کو قصہ داؤد و سلیمان کا یاد دلا کر یہ تنبیہ فرماتا ہے کہ تمھارے یہ اعتراض سرتاپا غلط ہیں کہ تیرہ سو برس سے اکثر علما مجددین اور مامورین مسیحؑ کو زندہ مان کے اُسکے نزول جسمانی کے قائل چلے آئے ہیں آج جو حضرت مرزا صاحب اور احمدیوں کے نزدیک مسیح فوت ہوگئے اور خود مرزا صاحب بھی مسیح موعود بن گئے یہ مسئلہ کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ اُسکے تسلیم سے اُن تمام علماء اور اولیاء کا غلطی پر ہونا ماننا پڑے گا پھر حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو ہم کیونکر تسلیم کرسکتے ہیں تفصیلی جواب مندرجہ آیت یہ ہے کہ دیکھو حضرت داؤد اور سلیمان کیسے عظیم الشان نبی تھے اور مع ہٰذا اُن دونوں کو کیسے ثروت شوکت اور حکومت اللہ تعالیٰ نے دے رکھی تھی۔ کہ پہاڑ اور چرند و پرند اور جن و شیاطین جو کچھ اُن سے مراد ہو اُنکے زیر حکم تھی ایک مقدمہ میں جو ایک قوم کی بکریوں بھیڑوں نے دوسری قوم کے کھیت کا نقصان کردیا تھا۔ اُس مقدمہ کا فیصلہ جو حضرت داؤدؑ نے کیا اُسکے بالمقابل حضرت سلیمانؑ نے دوسرا فیصلہ اُس سے عمدہ فرمایا اور حضرت داؤدؑ نے اُسی کے بموجب حکم نافذ کردیا اور حضرت سلیمانؑ نے بھی اپنے ایسے معزز باپ کے اختلاف کرنیکی کچھ پروا نہ کی اور اُس فیصلہ میں اپنے باپ کی پیروی نہ کی اور نہ باپ نے اپنے بیٹے کے اختلاف کرنے پر کچھ بُرا مانا پھر تم باوجودیکہ نہ پہلے علماء کا سا علم رکھتے ہو اور نہ ملہمین مقبولین میں سے ہو پھر جری اللہ کے فیصلہ پر جو حَکَم عدل ہو کر اُس نے فیصلہ کیا ہے تکذیب پر کیوں مصر ہو رہے ہو واضح ہو کہ یہاں پر مفسرین کے دو قول ہیں۔ ایک تو یہ قول ہے کہ فیصلہ حضرت داؤدؑ کا اجتہادی تھا۔ اور غلط واقع ہُوا۔ مگر بسبب اجتہاد کے

ایک اجر کے ساتھ ماجور ہو سکتے ہیں۔ اور فیصلہ حضرت سلیمانؑ کا وحی سے تھا اور وہی صحیح تھا۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں صحیح اور درست تھے مگر حضرت سلیمانؑ کا فیصلہ زیادہ تر عمدہ اور مفید طرفین تھا۔ اس صورت میں فیصلہ ہر دو صاحبان کا صحیح اور جائز تھا۔ اسکی وجہ یہ ہے اللہ تعالیٰ اس جگہ پر فرماتا ہے کہ کنا لحکمھم شاھدین۔ و نیز فرماتا ہے وکلا اٰتینا حکما و علما پس دونوں فیصلوں میں فرق صرف اسقدر ہوگا۔ جیسا کہ مسائل دین اسلام میں مثلاً ایک رخصتی مسائل ہوتے ہیں اور دوسرے بطور عزیمت اور فضیلت کے ہوتے ہیں لیکن دونوں یعنی رخصت اور عزیمت حق اور درست ہوتے ہیں اندریں صورت ہم کہتے ہیں کہ یہاں پر بھی محققین علمائے اُمت تو حضرت عیسیٰ کی موت ہی کے قائل تھے کما ثبت فی محلہ مگر عیسائیوں کے مذہب باطل کا ردّ دوسرے طرز سے کرتے رہتے تھے اور حضرت جری اللہ نے اُن تمام طرزوں کو ترک کر کے ابطال مذہب عیسوی کے لیئے اسی موت عیسیٰؑ کو اصل الاصول قرار دیا پس اس ہمارے بیان سے ثابت ہوا کہ حضرت جری اللہ کا منہاج ابطال مذہب عیسوی میں حق اور صحیح رہا۔ کیونکہ حضرت جری اللہ کا منہاج تفہیم الٰہی سے ہے اور وہ مذہب عیسوی کا ایک تسمہ بھی باقی نہیں چھوڑتا اور دین اسلام اُس سے زندہ ہوتا ہے چونکہ بعض مفسرین کا قول آیت زیر بحث میں یہ بھی ہے کہ حضرت داؤدؑ کا فیصلہ صحیح نہیں تھا اور حضرت سلیمانؑ کا فیصلہ راست اور درست تھا۔ اس صورت میں حضرت داؤدؑ کا فیصلہ اجتہادی ہوا اور حضرت سلیمانؑ کا فیصلہ وحی الٰہی سے واقعہ ہوا تھا۔ پس بنائً علیٰ ہذا بعض علماء کا قول بھی جو نسبت حیات مسیحؑ کے تھا وہ بھی غلط ہوا لیکن اس غلطی میں بسبب ہونے پیشین گوئی کے جو مسیحؑ کی نسبت احادیث صحیحہ میں موجود تھی۔ وے علماء قبل از وقت وقوع معذور تھے کیونکہ پیشین گوئی کی حقیقت قبل وقوع منکشف نہیں ہوا کرتی ہے۔ بلکہ ممکن ہے کہ خود ملہم پر بھی اُسکی جزئیات کی تفصیل بلکہ خود پیشگوئی کی حقیقت معلوم نہ ہووے جیسا کہ ہم نے اپنے رسائل میں اس امر کو بخوبی ثابت کر دیا ہے۔ پس بموجب اس

تقریر کے بھی اُن علماء رد او لیا رکے منصب فضل و علم ہیں یا اُنکے، دیگر کمالات میں کوئی نقصان وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اُسکی تحصیل علم کے لیئے قبل از وقوع مکلف ہی نہیں تھے اُسکی تفہیم تو مسیح موعود کو ہی ہوئی تھی پس اس صورت میں اُن علماء پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا اور نہ اُنکے علم اور فضل میں کوئی نقصان عائد ہو سکتا ہے بایں سبب ہم اُنکے علم اور فضل کے بھی قائل ہیں ؎

نام نیک رفتگان ضائع مکن ÷ تابماند نام نیکت یادگار

لیکن اُنکی اس غلطی کو ہم ہرگز ہرگز نہیں تسلیم کر سکتے اور جو اُس پہ اصرار کر کے سراسر تکذیب کرے وہ ایک قسم کا کفر ہے کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات نصوص قطعیہ شرعیہ سے ثابت ہو چکی ہے اور نشانات آسمانی اور آیات رحمانی جو حضرت جری اللہ کے ہاتھ پر نازل ہوئے اُنہوں نے ہی قطعی طور پر وفات مسیحؑ کو بخوبی ثابت کر دیا والحمد للہ والحق اکبر نتیجہ اس تقریر کا یہ ہے کہ انہیں وجوہ و مناسبات کے سبب اللہ تعالیٰ نے حضرت جری اللہؑ کو سلیمان وقت قرار دیکر بدیں عبارت پر بشارت الہام نازل فرمایا۔ قل ھو اللہ عجیب کل یوم ھو فی شان ففھمنا سلیمان وجد وبھا واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا الحاصل بدیں وجہ مناسبت حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ نے سلیمان کے حلہ میں بھی ظہور فرمایا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

اور غنم القوم میں اشارہ اس طرف ہے کہ نصاریٰ پادریوں نے جو بظاہر بہت نرمی سے پیش آتے ہیں اور ظاہر میں بھیڑیے ہیں قوم اہل اسلام کی کتب کو نقصان عظیم الشان پہنچایا ہے جو مصداق کزرع اخرج شطئہ الآیہ کا ہے وہ بغیر اس فیصلہ کے جو سلیمان وقت کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً سمجھا دیا ہے وہ نقصان رفع ہی نہیں ہو سکتا اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں نشانات زمینی اور آسمانی اس فیصلہ کے حق ہونے پر نازل فرمائے کیونکہ دین اسلام کی زندگی اور مذہب باطل عیسائیوں کی موت اسی فیصلہ پر موقوف تھی۔ پس یہ ہے حقیقت الہام ففھمنا سلیمان کی ثم الحمد للہ۔

وجہ ثالث مناسبت سوم:۔ حضرت جری اللہ کو ایسے الہامات ہوئے ہیں جن سے آپکی شان سلیمان علیٰ نبینا و علیہ السلام سے بھی بہت ارفع اور عظیم الشان معلوم ہوتی ہے چنانچہ وہ الہامات ذیل میں ہیں۔ حکم اللہ الرحمٰن لخلیفۃ اللہ السلطان۔ یوتی لہ الملک العظیم و تفتح علیٰ یدہ الخزائن ذلک فضل اللہ و فی اعینکم عجیب انا فتحنالک فتحا مبینا لولاک لما خلقت الافلاک انا اعطیناک الکوثر۔ اراد اللہ ان یبعثک مقاما محمودا الحمد للہ الذی اذھب عنی الحزن و اتانی مالم یوت احد من العلمین وغیرہ وغیرہ من الالہامات پس یہ تو ہمارا اعتقاد ہونا چاہیئے کہ آپ کی شان عند اللہ حضرت سلیمان سے بھی ارفع ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید کی شان کل صحف انبیاؑ اور توریت و انجیل سے بڑھکر ہے اور ہمارے حضرت سید المرسلینؐ کی فضیلت تمام انبیاؑوں سے زیادہ تر ہے کما ثبت فی محلہ پس غلام احمدؑ کی شان کیونکر بڑھکر نہ ہوو یگی مگر ظاہر پرست اسجگہ پر یہ اعتراض کرینگے کہ حضرت سلیمانؑ کی سی شوکت اور سلطنت اور دولت حضرت مرزا صاحب کے پاس کہاں تھی افسوس کہ یہی اعتراض آنحضرت صلعم پر وارد ہوتا ہے کہ حضرت سید المرسلینؐ کے پاس بھی وہ عظمت اور شوکت ظاہری نہیں تھی۔ بلکہ وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی کی نسبت تو خود حضرت سید المرسلینؐ کے ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو وہ ملک سلیمانی اور بادشاہت ظاہری حاصل نہیں ہوئی تھی لہذا آپ حضرت سلیمان سے فضیلت میں فریقین کے نزدیک مسلّم زیادہ تر ہیں۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا علاوہ اسیرکہ یہ ظاہری شوکت و عظمت کی وقعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ کل دنیا کے سامان اور اسباب عند اللہ ایک پر پشہ کی برابر بھی نہیں۔ کما فی الحدیث کیونکہ یہ جملہ کارخانہ دنیاوی جو حضرت سلیمانؑ کو حاصل تھا وہ بسبب فانی ہونیکے کوئی حقیقت نہیں رکھتا قال اللہ تعالےٰ بل توثرون الحیٰوۃ الدنیا والاخرۃ خیر و ابقیٰ۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

نہ بر باد رفتی سحرگاہ و شام ٭ سریر سلیمان علیہ السلام

-- ز دنیا وفاداری امید نیست * آخر ندیدی که بر باد رفت[۳۱]

خنک آنکه با دانش داد رفت * حضرت سلیمان کے ملک و دولت کی قدرو
عزت تو ہم اسی لیئے کرتے ہیں کہ باوجود اس عظمت اور شوکت کے اللہ تعالیٰ کی محبت اور یاد
سے وہ غافل نہ رہتے تھے بلکہ اُسی کی محبت اور یاد میں مستغرق رہتے تھے اگر انکو یہ محبت
اور یاد الٰہی حاصل نہ ہوتی تو پھر اُن سے تو ہماری برٹش گورنمنٹ ہی افضل ہوتی کیونکہ حضرت
سلیمان کے قبضہ میں تو صرف اسی قدر ملک تھا جو بقدر مسافت غدوہا شہر و رواحہا شہر
کے اُس زمین کی مسافت پا پیادہ طے ہو سکتی تھی اور ہماری گورنمنٹ عالیہ کے قبضہ میں
اُس سے اضعاف در اضعاف ملک ہے اور صنائع بدائع زمینی و آسمانی میں جو یورپ
وغیرہ نے اسوقت ترقی کی ہے اُسکا عُشر عشیر بھی حضرت سلیمان کے وقت میں موجود
نہیں ہوا تھا اُن کا ملک لا ینبغی لاحد من بعدی کا مصداق تو تب ہی
ہو سکتا ہے جبکہ بعد الوفات بھی اُنکو وہی ملک حاصل رہے و الا فلا۔ اسی لیئے حضرت
سید المرسلینؐ اور نیز بروز محمدی نے اس مادی شوکت و عظمت کو ہرگز ہرگز نہیں چاہا۔
کیونکہ یہ تو ایک ایسی بلائے جان ہے۔ کہ حضرت سلیمان کو بھی اُس سے ایک قسم کا ابتلا
پیش آگیا جیسا کہ آگے آتا ہے اور آنحضرت صلعم کے دعا کے یہ الفاظ ہیں کہ اللّٰھم
احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین
اور حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے شرائط بیعت میں سے یہ شرط ہے کہ دین کو
دنیا پر مقدم کروں گا غور فرمانیکی جگہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ جیسے مقرب کو یہ کہنا پڑا کہ
انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب
یعنی تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ مجھکو مال کی محبت اپنے نفس کی وجہ سے ہے بلکہ کل محبت واسطے
اپنے رب کے ہے اُس لیئے غفلت نہ ہووے۔ ہم جو بعض عظمتوں دنیاوی حضرت
سلیمان کا ذکر کرتے ہیں یا کریں گے تو وہ اس لیئے کہ ہمارے سلیمان کو حضرت سلیمانؑ
ابن داؤدؑ سے جو مناسبت حاصل ہے وہ باعتبار زمانہ اور زمانیات حضرت سلیمانؑ کے
حاصل ہے ورنہ بلحاظ حضرت نبی کریمؐ کی غلامی کے آپ کا درجہ حضرت سلیمانؑ سے

بڑھا ہوا ہے جیسا کہ خود فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ کی نسبت ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو * اُس سے بہتر غلام احمدؐ ہے

کیوں اس لیئے کہ ؎

لاکھ ہوں انبیائؑ مگر بخدا * سب سے بڑھکر مقام احمدؐ ہے

نتیجہ اس تقریر کا یہ ہے کہ قطع نظر الہامات مذکورہ کے بلحاظ زمانیات کے بھی آپکے زمانیات کو حضرت سلیمانؑ کے زمانیات کے ساتھ بہت مناسبت ہے۔ اس لیئے یہ الہام الٰہی نازل ہُوا کہ ففھمناھا سلیمان۔

وجہ رابع مناسبت چہارم:- حضرت سلیمانؑ کے زیر حکم منجملہ جنات کے ایک عفریت من الجن بھی تھا اور دوسرے عالم ربانی منجملہ دیگر علمائے ربانی کے ایسا عالم بھی تھا کہ جو مصداق الذی عندہ علم من الکتٰب کا تھا۔ یہاں بھی حضرت جری اللہ کے زیر حکم ایک عفریت بھی تھا۔ ایہاالاحباب جو صفات لغوی عفریت کے لکھے ہیں اُن کا وہ پورا مصداق تھا۔ فتح البیان میں عفریت کے معنوں میں لکھا ہے والعفریت المارد الغلیظ الشدید القوی قال النحاس یقال للشدید اذا کان معہ خبث۔ اور یہ عفریت حضرت اقدسؑ کا ایک خادموں کے طور پر خادم تھا مگر بسبب اپنے تمرد اور غلظت قلب اور شدید اور قوی ہونیکے خبث میں حضرت جری اللہ اور نیز خاکسار کو عاجز کی سے متمرد ہوگیا اور خبث کا اُسکے یہاں بیان نہیں ہوسکتا چونکہ حضرت جری اللہ کو یہ الہام ہُوا ہے کہ آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا اور نیز یہ الہام مُدت کا ہے کہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ یہ رفعت خاص منجانب اللہ تھی۔ لیکن یہ عفریت کہتا رہا بلکہ اپنے رسالہ میں شائع کردیا کہ میں نے ہی اُنکو اونچا کیا تھا اور میں ہی اُنکو نیچا کردوں گا۔ وغیرہ وغیرہ من الهفوات۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدسؑ کو بموجب اپنے کلام اور الہام کے مرفوع کیا کہ ہر کوئی اُسکا مشاہدہ کررہا ہے اور اُس عفریت کو ایسا نیچا کیا کہ اُسکے حالات ذلت کو سُنکر اور دیکھکر یہ دعا کیجاتی ہے کہ اللّٰھم احفظنا من کل بلاء الدنیا و

عذاب الاخرۃ جن صاحبوں کو اُسکے ذلیل اور نیچے ہونیکے حالات دیکھنے مطلوب ہوں وہ پرچہا شاالحق کے چند نمبروں ۱۹۱۳ء کو مطالعہ کرے صدق اللہ تعالے ومن یشرك باللہ فکانما خرّ من السماء فتخطفه الطیر او تھوی به الریح فی مکان سحیق اور آنحضرت کی جماعت میں منجملہ دیگر علمائے محققین کے ایک وہ مجسم اور عالم ہیں جو ابتدا رسن سے لیکر اس آخری عمر تک کتاب اللہ کے ایسے عاشق زار ہیں کہ انکے رگ و ریشہ سے کلام آلہی کی ہی آواز نکل رہی ہے اور پورے مصداق ہیں الذی عندہ علم الکتاب کے ہمیشہ قرآن مجید کے درس کے دور ہوتے رہتے ہیں اور ہر دور میں قرآن مجید کے معانی اور تفاسیر جدیدہ بیان فرماتے رہتے ہیں جس سے سامعین کو ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید لو کان البحر مدادًا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و لو جئنا بمثله مددا- کا مصداق ہے اگر کوئی کہے کہ اس نور مجسم نے کون سا تخت اس سلیمانؑ کے روبرو بنا کر لا حاضر کیا ہے جیسا کہ حضرت سلیمانؑ کے وقت میں طیار کیا گیا تھا تو واضح ہو کہ اوپر کے بیان سے یہ امر تو واضح ہو چکا ہے کہ تخت سے مراد یہ تخت جسمانی اور مادّی تو ہے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ روحانی تخت مراد ہے جو اس دنیا میں بشکل براہین احمدیہ وغیرہ کے متمثل ہُوا ہے پس اس نور مجسم نے تصدیق براہین احمدیہ میں ایسی کتاب معجز لکھی ہے جسکی تکذیب کے سبب ایک بہت بڑا خنزیر بحربہ آسمانی سے قتل کیا گیا اُسکی تاریخ ہمارے رسالہ چہل حدیث عرف مسک العارف میں حسب ذیل لکھی ہے۔

لیکھرام پشاوری کی موت ٭ اور جو اُسکو آنی تھی کلفت ٭ قبل از چند سال مہدی نے ٭ کردیا سبکو اس سے باخبرت منہ سے مقتول کے جو نکلا تو ٭ ہوئی تاریخ قتل از سمت ٭ یعنی انیس سو ترپن میں ٭ ما فرعون ھذہ الامۃ ۱۹۵۳ اور یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر میں قصہ آتھم اور لیکھرام دونوں کی تاریخ ہجری ۱۸۹۷ نکلتی ہے- اگر کوئی کہے کہ یہ مضامین تمہارے شاعری خیالات ہیں جنکا خارج میں کوئی ظہور نہیں معلوم ہوتا تو جواباً عرض ہے کہ نبی کریم کی حدیث جو اوپر لکھی گئی ہے اُسکے

کیا معنی ہیں جس میں خلفائے اربعہ کو آنحضرت صلعم نے انبیائے ابراہیم موسیٰ و ہارونؑ کا نظیر قرار دیا ہے۔ اور حضرت علیؓ کو اپنا نظیر اور اس حدیث کے کیا معنی ہونگے جس میں ابوجہل کو فرعون کہا گیا ہے۔ کہ مات فرعون ھٰذہ الامۃ اصل بات یہ ہے کہ نظیر میں چند مناسبات کا ہونا علم معانی اور بیان میں کافی سمجھا گیا ہے نہ یہ کہ کل تشخصات مشبہ کے اسمیں موجود ہوں زید کو جو شیر کہا جاتا ہے تو کیا اُسکے پنجہ اور دم اور انیاب پھاڑنے والے اور ڈاڑھیں چابنے والے شکار کے بھی ہوتے ہیں کلا و حاشا۔ نتیجہ اس تمام تقریر کا یہ ہے کہ اس مناسبت سے بھی ففھمناھا سلیمان الہام کی صداقت ثابت ہوتی ہے اور یہی مدعا تھا۔

وجہ خامس مناسبت پنجم۔ ۱۔ حضرت سلیمان کے زمانہ میں جو زمانیات موجود تھے اُس سے مضاعف در مضاعف زمانیات اسوقت میں بھی موجود ہیں دیکھو چڑیا خانے جن میں از قسم حیوانات درندہ و چرندہ و طیور کل جاندار ہوتے ہیں حتیٰ کہ حیات اور اژدہے بھی اور دیگر عجائب غرائب حیوانات اور پرندوں میں سے ایسے ایسے پرند مختلف سینکڑوں رنگوں کے اسوقت اُسمیں موجود ہیں کہ اُنکا شمار بھی نہیں ہو سکتا ہم نے کلکتہ میں واجد علی شاہ کا چڑیا خانہ دیکھا تھا تو اُسکی تمام سیر ایک دو روز میں بھی تمام نہیں ہو سکتی تھی بلکہ چند روز میں کیجا سکتی تھی۔ اگرچہ نام اُس کا چڑیا خانہ تھا لیکن پرندہ جانوروں کے سوا دیگر حیوانات چرند و پرند اسقدر رکھے تھے کہ اگر اُنکی تفصیل لکھی جاوے تو ایک کتاب طویل صرف اُنکی اسماء سے طیار ہو جاوے اس لیئے یہ امر بھی ٹھیک ہو گیا کہ قرآن مجید میں جو صرف الطیر ہی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے اُس سے سوائے پرندوں کے دیگر حیوانات بھی تغلیباً مراد ہو سکتے ہیں علیٰ ہٰذا القیاس۔ دیگر زمانیات کہ لوہے اور تانبے اور پیتل کی نہریں مثل پانی کے جو جاری تھیں یہاں پر اُس سے بڑھکر ہیں و اسلنالہ عین القطر اور النالہ الحدید کا نظارہ ادنی ادنی شہروں میں جیسا کہ رڑکی وغیرہ ہیں ہر کہ و مہ کو مشاہدہ ہو رہا ہے سوئی سے لیکر بندوق توپ اور گاڈر تک اور اوزار اور زرہیں اور ہتھیار اُسمیں ڈھالے جاتے ہیں ان کارخانوں کا جس کسی نے تماشا دیکھا ہے

اُسکو قرآن مجید کے مضامین کی صداقت کا شمس فی نصف النہار ثابت ہوتی ہے کیونکہ یہاں پر تو یہ جملہ سامان اور اسباب اسقدر کثرت کے ساتھ نظر آتا ہے کہ سامان و اسباب وقت سلیمان کا جو قرآن مجید میں مندرج ہے وہ سب کا سب ان کارخانوں زمانے حال کا عشر عشیر ہی معلوم ہوتا ہے افسوس ہے اول نیچریوں پر جنہوں نے بعض ایسے مضامین مندرجہ قرآن مجید کا انکار کر دیا ہے صرف اسوجہ سے کہ اس تفصیل مندرجہ قرآنی کے مطابق بائیبل میں مذکور نہیں ہوا لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور پھر ہمکو اپنے علاتی بھائیوں غیر احمدیوں پر یہ افسوس آتا ہے کہ جو اس سلیمانؑ وقت کے مکذب ہیں کیا قرآن مجید میں جو حضرت سلیمان کے زمانیات و واقعات کے قصے بیان فرمائے گئے ہیں اُن کے بیان میں کوئی حقیقت مندرج نہیں نہ کوئی مجاز ہے نعوذ باللہ لغو قصے ہیں اور جسقدر کہ گلستان اور بوستان کی حکایات میں عبرت اور نصیحت حاصل ہوتی ہے قرآنی قصص میں وہ بھی موجود نہیں صدق اللہ تعالیٰ۔ حاکیاً عن رسولہ یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ جسقدر قصص انبیاءؑ سابقین کے قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں اُنکی مثل کچھ تو حضرت سید المرسلینؐ کے وقت میں اور کچھ انکی اُمت کے مجددین کے وقت میں وہ واقعات ہونے والے تھے چنانچہ ویسے ہی حالات اور زمانیات کچھ آپکے زمانہ بعثت میں واقع ہوئے اور کچھ مجددین کے زمانہ بعثت میں واقع ہوئے۔ اور خصوصاً اس آخری زمانہ بروز محمدی میں تو اکثر واقعات انبیائے ماضین کے اور زمانیات سلیمانی واقع ہوگئے اور ہورہے ہیں اور ہو وینگے انشاءاللہ تعالیٰ پس جبکہ حضرات انبیاءؑ اور حضرت سلیمانؑ کے زمانہ کے زمانیات بڑی کثرت اور شدت کے ساتھ اس زمانہ میں واقع ہو رہی ہیں تو اسکے کیا معنی کہ اس اُمت خیر الامم میں کوئی سلیمانؑ وقت مبعوث نہ ہوا ہو پس جس طرح پر دلائل انیہ سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پہچانی جاتی ہے یعنی آثار سے موثر کی شناخت حاصل ہوتی ہے اُسی طرح پر ہم کو ان آثار سے سلیمان وقت کا موجود ہونا معلوم ہوتا ہے پس الہام ففھمناھا سلیمان صادق و مصدوق ہے اور حضرت جری اللہ سلیمان وقت بھی موجود ہیں۔

وجہ سادس مناسبت کی :- حضرت سلیمانؑ کے زمانہ مین ایک عورت بلقیس نام نام بادشاہ تھی اور آپ نے اسکو ایک نامہ ارسال کیا تھا - چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اذهب بكتابي هٰذا فالقه اليهم ثم تول عنهم فانظر ماذا يرجعون قالت يا ايها الملاء اني القي الي كتاب كريم انه من سليمان وانه بسم الله الرحمٰن الرحيم ان لا تعلوا علي واتوني مسلمين۔

یہ نامہ تھا جو حضرت سلیمانؑ کی طرف سے ملکہ سبا کو روانہ کیا گیا تھا لیکن ہمارے سلیمانؑ کے وقت میں ملکہ سبا سے بہت درجہ بڑھکر ملکہ معظمہ تھیں جنکے عہد سلطنت عدل مہد میں رفاہ عام کے لیئے وہ کارہائے نمایاں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیئے ہیں جو دنیا میں کسی وقت میں پیدا نہ ہوئے ہونگے ہمارے سلیمان وقت نے بھی ایک صحیفہ گرامی بنام ملکہ معظمہ آنجہانی موسوم تحفہ قیصرہ ارسال فرمایا تھا جسمیں بہت بڑھکر تبلیغ اسلام کی کی تھی اور حضرت ملکہ معظمہ آنجہانی نے بہت اکرام وتکریم آپکی کتابوں کی فرماتی تھیں پس ایک طرح سے انی القي الي كتاب كريم کا مضمون واقع ہوگیا۔ شاہ عبد القادر صاحب بلقیس کے بارہ میں صرف اتنا ہی لکھتے ہیں کہ بلقیس ملک یمن میں اپنے دیس کو خوب بسا گئی تھی پانی جھیلوں کا سب سمیٹ کر ایک جگہ روکا اور بیچ میں کھڑکیاں رکھیں اونچی اور نیچی زمینوں کے واسطے سارے برس مینہ کا پانی موجود رہتا جتنا چاہتے خرچ کرتے خوب سرسبز ملک آباد ہوا انتہی اب اس سلیمانِ وقت کی ملکہ کے ملک میں پانی کی نہریں اور پل وغیرہ کو دیکھو کسقدر مضاعف در مضاعف انکے کارخانہ موجود ہیں جو انکا عشر عشیر بھی ملکہ سبا کے وقت میں موجود نہیں تھا پس جبکہ حضرت سلیمانؑ کے وقت کے اسقدر کثرت زمانیات موجود ہیں تو کیا اُمت مرحومہ میں کوئی سلیمانِ وقت موجود نہ ہوگا تو پھر یہ اُمت خیر الامم کیونکر ہوسکتی ہے صدق رسوله الكريم -

وما من نبي الا نظير له في أمتي۔

مناسبت ہفتم :- ملک ہندوستان جو ملکہ معظمہ آنجہانی کا قلمرو ہے اُسکے تمام بلاد اور شہر نہایت زرخیز آب و ہوا عمدہ رکھتے ہیں اور صفائی کے محکمات جا بجا موجود ہیں اور علاوہ ریلوے کی سڑکوں کے اور سڑکوں کے ہردو طرف سایہ دار درخت موجود ہیں اور اکثر مقاموں میں چوکیاں

بھی پائی جاتی ہیں اور مکانات اور شہروں کی خوبی کا تو ذکر ہی کیا کیا جاوے کہ عیاں را چہ بیان اور خصوصاً جبکہ مسیح موعودؑ اور سلیمانِ وقت اس ملک میں مبعوث ہوئے تو گویا یہ تمام بلدے اور انکے اطراف مصداق اس آیت کے ہوگئے تھے کہ لقد کان لسبا فی مسکنهم اٰیۃٌ جنتان عن یمین وشمال کلوا من رزق ربکم واشکروا له بلدۃ طیبۃ ورب غفور۔ ہاں جبکہ اکثر لوگوں نے اس سلیمانِ وقت کی تکذیب کی تو پھر دیکھو کیسے کیسے سیلاب اور طوفان اور دیگر عذاب دنیا میں آئے اور طاعون و زلزلوں نے ایک عالم کو کھا لیا کہیں کثرت سے آتش زدگی واقع ہوئی کہیں کوئی عذاب آیا اور کہیں کوئی عذاب وارد ہوا مگر اسکا بلدہ یعنی قادیان ایسے عذابوں سے جو بالکل ہلاک کر دیوے محفوظ و مصئون رہا۔ لولا الاکرام لهلك المقام۔ کیا سچ فرما دیا حضرت نے پیشتر نزول ان عذابوں کے۔ کما قال ؎ سونیوالو! جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے ٭ جو خبر دی حق نے اس سے دل بیتاب ہے زلزلے سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر ٭ وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے ٭ ہے سر راہ پر کھڑا نیکوں کے وہ مولا کریم ٭ نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے ٭ کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے ٭ حیلے سب جلتے رہے ایک حضرتِ توّاب ہے + صدق اللہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اگر کوئی صاحب ان عذابوں کے کوئی صنف دیکھنا چاہیں تو وہ دیکھے اس حصہ حیدرآباد کو جو چھوٹی سی موسیٰ ندی کے طوفان سے غرق ہو گیا صدق الہام المسیحؑ۔ زلزلہ در گور نظامی فگند دبدبۂ خسرویم شد بلند + اور دوسرے اصناف عذابوں کا کہاں تک ذکر کیا جاوے کہ تمام دنیا میں تہلکہ برپا ہو گیا ہے اور یہ نتیجہ صرف انکے ظلم کا واقع ہوا ہے کما قال اللہ تعالیٰ وظلموا انفسهم فجعلناهم احادیث ومزقناهم کل ممزق ان فی ذلك لاٰیات لکل صبار شکور۔

مناسبت ہشتم:۔ قال اللہ تعالیٰ۔ والقینا علی کرسیه جسدًا ثم اناب۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کا بہت اختلاف ہے کوئی کچھ تفسیر کرتا ہے اور کوئی کچھ کرتا ہے ہم کو اس اختلاف کی کچھ پروا نہیں ہم صرف الفاظ مضمون کو لیئے لیتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کی کرسی یعنی تخت پر ایک جسد ڈالا گیا تھا خواہ وہ کچھ ہی ہو اور کسی طرح پر ہوا اور پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر دعا کی تھی قال رب اغفر لی وهب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی انك انت الوهاب اور حضرت سلیمانؑ وقت کے الہامات میں گذر چکا ہے کہ آپ کا تخت

ذکر اللہ اور ان تینوں امور دینی کے ہوں تو اس تمام دنیاوی اسباب و سامان کو ایک پر پشہ کی برابر بھی نہیں سمجھتے ان دونوں صیغوں مذکورہ کا تعلق تو ان امور سے گا نہ دینی سے مطلق نہیں ہے ہاں البتہ اہل اسلام کی دنیاوی امور کی اصلاح میں کوشش کیجاتی ہو گی دستان بینہما کجا دینی امور میں سعی اور کوشش کرنا اور کجا دنیاوی امور میں بہ بیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال کیونکر جمع ہوویں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلاوے بلکہ یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جنکی سپرد ایسے مال کیئے جاویں وہ مال کو دیکھکر ٹھوکر نہ کھاویں اور دنیا سے پیار نکریں سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لیئے کام کریں" انتہی بلفظہ اور شرائط بیعت میں سے دین کو دنیا پر مقدم کرنا ضروری ہے۔

مناسبت دہم:۔ ہم حضرت سلیمانؑ کی دنیاوی شوکت و دولت کا جو ذکر کرتے ہیں وہ صرف اسلیئے کہ آپ مقرب الٰہی تھے۔ حضرت سلیمان نے مسجد اقصیٰ تعمیر کی تھی۔ جو تمام انبیاءے بنی اسرائیل کا قبلہ رہی تھی اس سلیمان وقت نے بھی ایک مسجد کی ترمیم فرمائی اور یہ ثابت کیا کہ یہ مسجد بھی مسجد اقصیٰ ہے چنانچہ منارۃ المسیح میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔ فحاصل البیان ان الزمان زمانان زمان التائیدات و دفع الآفات و زمان البرکات والطیبات والیہ اشار عز اسمہ بقولہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ فاعلم ان لفظ مسجد الحرام فی قولہ تعالےٰ یدل علےٰ زمان فیہ ظہرت عزۃ حرمات اللہ بتائید من اللہ و ظہرت عزۃ حدودہ و احکامہ و فرائضہ وتزاوت شوکۃ دینہ ورعب ملتہ وھو زمان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم والمسجد الحرام البیت الذی بناہ ابراہیم علیہ السلام فی مکۃ و ھو موجود الی ھذا الوقت حرسہ اللہ من کل افۃ واما قولہ عز اسمہ بعد ھذا القول اعنی المسجد الاقصےٰ الذی بارکنا حولہ فیدل علیٰ زمان فیہ یظہر برکات فی الارض من کل جہۃ کما ذکرناہ انفا وھو زمان المسیح الموعود والمہدی المعہود والمسجد الاقصےٰ ھو المسجد الذی بناہ المسیح الموعود فی القادیان سمیّ اقصی لبعدہ من زمان النبوۃ ولما وقع فی اقصےٰ طرف من زمن ابتداء الاسلام فتدبّر ھذا المقام فانہ اودع اسرارًا من اللہ العلام۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کا معراج تین قسم پر منقسم ہے۔ سیر مکانی اور سیر زمانی اور سیر لامکانی ولا زمانی۔ سیر مکانی میں اشارہ ہے طرف غلبہ اور فتوحات کے یعنی یہ اشارہ کہ اسلامی ملک مکہ سے بیت المقدس تک پھیلے گا۔ اور سیر زمانی میں اشارہ ہے طرف تعلیمات اور تاثیرات کے یعنی یہ کہ مسیح موعودؑ کا زمانہ بھی آنحضرت صلعم کی تاثیرات سے تربیت یافتہ ہوگا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے وآخرین منہم لما یلحقوا بہم اور سیر لامکانی ولا زمانی میں اشارہ ہے طرف اعلیٰ درجہ کے قرب اللہ اور مدانات کے جسپر دائرہ امکان قرب کا ختم ہے فافہم۔ اور نیز دوسرے مقام میں بھی اسی رسالہ کے مسجد کلاں قادیان کا مسجد اقصیٰ ہونا حضرت اقدسؑ نے ثابت فرمایا ہے۔ بسبب طوالت کے ہم اسکو نقل نہیں کر سکے غرضکہ یہ دس مناسبتیں آپکے سلیمان وقت ہونیکے لیئے کافی ووافی ہیں وتلک عشرۃ کاملۃ اور نظیر کے لیئے ایک دو مناسبتیں کافی ہوجاتی ہیں چہ جائیکہ دس مناسبتیں موجود ہوجاویں۔ صدق رسولہ الکریم وما من نبی الا نظیرلہ فی امتی

رپورٹ ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ نومبر ۱۹۱۳ء

صیغۂ یتامیٰ اس ماہ میں آمد ما/ ۲ ہوئی جو بمقابلہ خرچ کے بہت ہی تھوڑی ہے۔ اسوقت انجمن پندرہ ۱۵ یتیموں کو ۱۸ عہ کے وظائف اور بیس ۲۰ یتیم لڑکوں کو اصل اخراجات جنکی اوسط ماسہ ماہوار ہوتی ہے دے رہی ہے۔ یعنی یتامیٰ پر کل ما ۱۱ عہ ماہوار خرچ ہوتا ہے۔ میں احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح کے ایک ضروری اعلان کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس میں آپ نے تمام احمدی احباب کو یتامیٰ و مساکین کے چندوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم روپے کو معبود مت بناؤ۔ یہ تمھارے کچھ کام نہیں آویگا۔ جس نفس کی خاطر کے لیئے جس اہل و عیال کے لیئے جن دوستوں کے لیئے خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے رکوگے۔ وہ تمھیں کبھی فائدہ نہیں دینگے۔ اور اس طرح سے تمھارے دل کو کبھی اطمینان اور خوشی نصیب نہیں ہو سکتی بلکہ حرص کی جلن دن بدن ترقی کرتی چلی جاویگی اور تمھارے ایمان کو بھی برباد کرکے چھوڑے گی۔ اگر احمدی احباب اپنے اوپر حسب استطاعت ایک رقم مقرر کرکے اسے باقاعدہ ادا کریں۔ تو اس صیغہ کے اخراجات بآسانی چل سکتے ہیں۔

زکوٰۃ ۔ آمد بابت ماہ نومبر صرف للعہ ۸ ہے۔ جو اخراجات کے مقابل میں بہت ہی کم ہے ایسے روپے سے ان غریب لوگوں کی جو بیچارے دین سیکھنے کے لیئے دارالامان میں آگئے ہیں۔ اور اپنے واپسی کے اخراجات اور کرایہ ادا کرنیکی طاقت نہیں رکھتے۔ یا جو مساکین گذارہ کی طاقت نہیں رکھتے یا ایسے بچے جنکے قریبی رشتہ تعلیم وغیرہ کے تمام اخراجات کو برداشت کرنیکی طاقت نہیں رکھتے مدد کیجاتی ہے جس کا کل خرچ اس ماہ میں مالعہ ۱۰/۱/۵ ہے۔ ذی وسعت احباب توجہ فرماویں ہماری جماعت میں خدا کے فضل سے بہت سے احباب ایسے ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر وہ زکوٰۃ کا روپیہ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں داخل کرنیکا باقاعدہ انتظام فرماویں توکمی آمد کا سوال خدا کے فضل سے بہت جلد دور ہو سکتا ہے۔

مقبرۂ بہشتی ۔ (۱) اس ماہ میں ذیل کی دو موصیہ مقبرہ میں مدفون ہوئیں۔

۱۔ مسمات امیر بی بی مرحومہ والدہ مرزا محمد اسمٰعیل بیگ صاحب قادیان۔ ۲۔ مسمات ہاجرہ مرحومہ زوجہ عبدالستار

مد	پائی	آنے	روپے
تعلیم	۴	۱۲	۶۳۰۷
امانت اندرونی	۰	۱۵	۶۵۴
؍؍ بیرونی	۹	۱۲	۱۷۹۳
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۲
یتامیٰ	۴	۶	۵۴۵
مساکین	۵	۶	۱۳۰۷
زکوٰۃ	۲	۵	۴۳۹۱
بورڈران ہائی	۸	۱	۱۳۲۷
میزان	۲	۱۴	۲۰۲۳۹
منہاکردہ فاضل	۵	۳	۱۴۷۵۶
پیشگی	۹	۱۰	۵۴۸۳
	۶	۱۰	۴۶۷۵
باقی نزد امین	۳	۰	۸۰۸
تفصیل فاضل اشاعت	۸	۵	۷۸۶
بیت المال	۵	۸	۴۵۳۲
مقبرہ	۸	۳	۲۳۸۰
متفرقات	۶	۰	۱۳۴۲
مدرسہ احمدیہ	۳	۱	۱۱۸۲
تعمیر	۲	۵	۴۳۳۴
بورڈران احمدیہ	۹	۱۰	۱۹۸
میزان فاضل	۵	۳	۱۴۷۵۶
تفصیل پیشگی تعلیم	۶	۱۳	۲۱۳۵
بیت المال	۰	۰	۷۵۷
مقبرہ	۰	۱	۴۶۳
اشاعت	۰	۰	۳۰۰
متفرقات	۰	۰	۴۴۵
تعمیر	۰	۰	۳۰۰
مدرسہ احمدیہ	۰	۱۲	۲۷۴
میزان	۶	۱۰	۴۶۷۵

برائے محاسب عبداللہ ناظر محمد اشرف

اطلاع:۔ خریداران ریویو کیخدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد میں توقف ہوجائے تو معاف فرماویں۔

Reg. NO. L. 303

قیمت ۸؍	چھہ مشہور دوایوں کا بکس	قیمت ۸؍

نمبر ۹

آزمائش کیلیئے — آزمائش کیلیئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دوائیں گذشتہ ۳۰ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہوتی رہی ہیں۔ اس لیئے قدیم خریدار کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ صرف نئے اصحاب کے لیئے جو اشتہاری ادویات سے متنفر ہوگئے ہوں۔ یقین دلانے اور آزمائش کے لیئے یہ مندرجۂ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کا (نمونہ بکس) بنا ہے۔ جس میں اسقدر کافی ہر ایک ادویہ ہیں کہ آزمائش پورے طور سے ہوسکتی ہیں۔ یہ پیٹنٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں جن کے ساتھ انکے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال ترکیب بھی رہتی ہے گھر باریوں کے لیئے یہ انمول ہے۔ اور مسافرت کی حالت میں بہت کام دیتی ہے۔ تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے۔ اپنی خواہ دوسروں کی تھوڑے ہی خرچ میں بہت بہتری ہوسکتی ہے ہر ایک پوری شیشی کے دام الگ ہیں۔

دواؤں کا نام

عرق کافور۔ ہیضہ اور گرمی کے دست کی ایک ہی دوا۔

دمہ کی دوا۔ دمہ کیسا ہی زور میں ہو فوراً دباتی ہے۔

کولاٹانک۔ ہر ایک کے لیئے طاقت بڑھانے کی دوا۔

مقوی باہ کی گولیاں۔ جیسا نام ویسا فائدہ۔

جلاب کی گولیاں۔ شب کو سوتے وقت کھالینے سے صبح کو خلاصہ اجابت ہوتا ہے۔

عرق پودینہ سبز۔ درد شکم ریاحی درد کی دوا۔

پوری حالت فہرست بلاقیمت طلب کرکے دیکھیئے۔ ادویات ہر جگہ دوکانداروں یا دوافروشوں سے ملتی ہیں [illegible] طلب کیجئے

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

... مصطفیٰ یکتا نکلا	پہلے ... سمجھے کہ موسیٰ کا ہے فرعون	پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
ہے تصور اپنا ہی ماہ جو نکلا کہ نہ وہ نور	ایسا چمکا ہے کہ صد تیر بیضا نکلا	زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جس کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا	جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں	جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا
ان کو سودا چڑھا ہے ویدوں کا	ان کا دل مبتلا ہے ویدوں کا	آریو! اس قدر کرو کیوں جوش
کیا نظر آ گیا ہے ویدوں کا	نہ کیا ہے نہ کر سکے پیدا	سوچ لو یہ خدا ہے ویدوں کا
عقل رکھتے ہو آپ بھی سوچو	کیوں بھروسا کیا ہے ویدوں کا	بے خدا کوئی چیز کیوں کر ہو
یہ سراسر خطا ہے ویدوں کا	نا شکست مت کے وید ہیں حامی	بس یہی مدعا ہے ویدوں کا

ایسے مذہب کبھی نہیں سچے — اُدل سر پہ کھڑا ہے ویدوں کا

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو	کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں	نہیں رہ اس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو	اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

(المشتہر محمد رشید خاں ادنیٰ خادم مسیح الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام - گوجرہ)

(مطبوعہ بدر پریس - قادیان)

وہ تو ہر باتیں ہر وصف میں یکتا نکلا	پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقان	پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور	ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضا نکلا	زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جبکہ اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا	جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں	جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا
ان کو سودا ہوا ہے ویدوں کا	ان کا دل مبتلا ہے ویدوں کا	آریو! اسقدر کرو کیوں جوش
کیا نظر آگیا ہے ویدوں کا	نہ کیا ہے نہ کر سکے پیدا	سوچ لو یہ خدا ہے ویدوں کا
عقل رکھتے ہو آپ بھی سوچو	کیوں بھروسا کیا ہے ویدوں کا	بے خدا کوئی چیز کیوں کر ہو
یہ سراسر خطا ہے ویدوں کا	ناستک مت کے وید ہیں حامی	بس یہی مدعا ہے ویدوں کا

ایسے مذہب کبھی نہیں چلتے
کال سر پہ کھڑا ہے ویدوں کا

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولا سے گندوں کو	کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں	نہیں رہ اس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو	اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

(المشتہر محمد رشید خاں ادنیٰ خادم مسیح الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ گوجرہ)

(مطبوعہ بدر پریس۔ قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وردِ دل نمبر ۳

یہ وہ جوہر دُر انکو تھا وہ نور جیکا

یہ راز ہم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

حضرت مسیح موعود والمہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں غور کر دیکھا

بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلام پاک یزداں کا نہیں ثانی کوئی ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو

وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اسکے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے
ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا

زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اسقدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے

خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا

ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی ترا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

درِّ اوّل نمبر ۳

[illegible]

[illegible] شمس و قمر بھی بنا چکا

حضرت مسیح موعود و المہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلام پاک یزداں کا نہیں ثانی کوئی ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
یہاں قدرت وہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے
ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے
اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی ترا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ